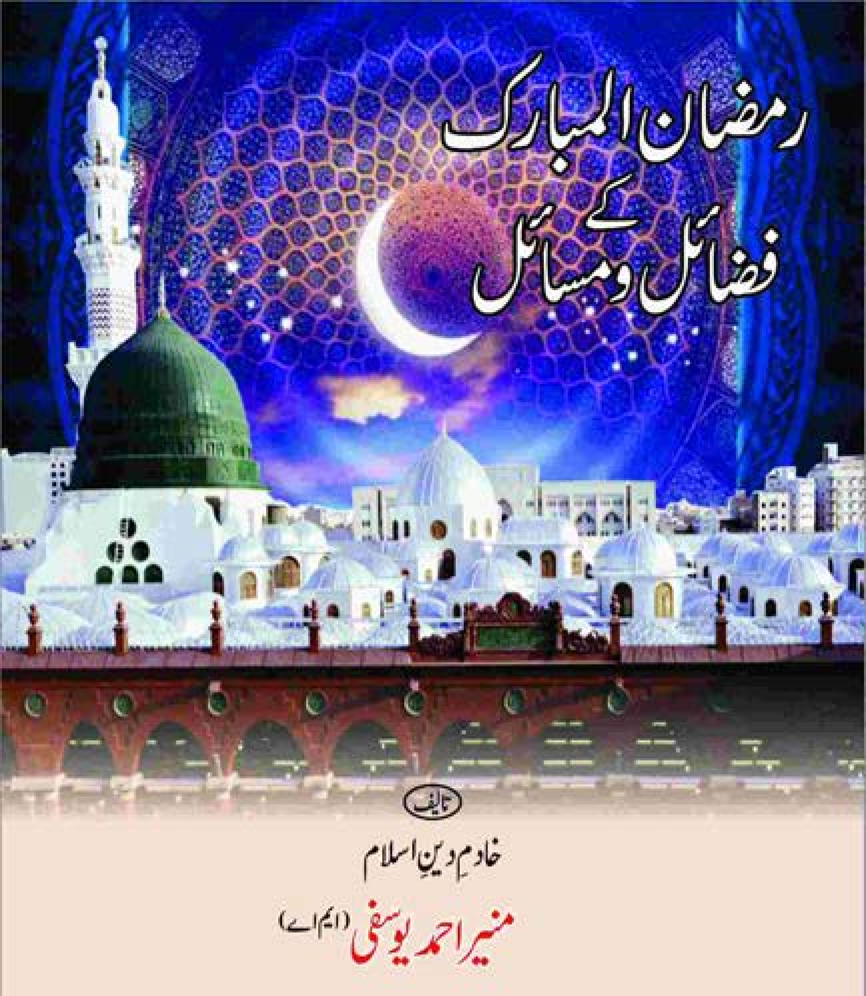

رمضان المبارک کے فضائل و مسائل

تالیف

خادمِ دینِ اسلام

منیر احمد یوسفی (ایم اے)

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک بی III گجر پورہ سکیم لاہور موبائل: 0300-4274936

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	رمضان المبارک کے فضائل و مسائل
مؤلف	:	منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور
پروف ریڈنگ	:	مفتی علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی، رشید احمد جنجوعہ یوسفی، حافظ علامہ محمد شفقت یوسفی، مفتی علامہ حافظ محمد آصف یوسفی
باراول	:	۱۱۰۰ ۱۴۲۵ھ رمضان المبارک
باردوم	:	۱۱۰۰ ۱۴۲۸ھ شعبان المعظم
بارسوم	:	۲۰۰۰ ۱۴۲۸ھ رمضان المبارک
بارچہارم	:	۲۰۰۰ ۱۴۳۲ھ رمضان المبارک
بارپنجم	:	۲۰۰۰ ۱۴۳۳ھ شعبان المعظم
بارششم	:	۲۲۰۰ ۱۴۳۴ھ رمضان المبارک
بارہفتم	:	۲۲۰۰ ۱۴۳۶ھ رمضان المبارک
کمپوزنگ	:	ابوبکر کمپیوٹر سینٹر (گجر پورہ سکیم لاہور) 042-36880028
کمپوزرز	:	محمد عثمان علی یوسفی، حافظ عظیم احمد یوسفی
ناشرین	:	صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (ایم۔سی۔ایس) مفتی علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی
ہدیہ	:	۱۰۰ روپے

ویب سائٹ ایڈریس www.seedharastah.com

ای۔ میل ایڈریس info@seedharastah.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۔	جملہ حقوق۔	۲
۲۔	فہرست مضامین۔	۳
۳۔	بفیضانِ نظر۔	۸
۴۔	اِنتساب۔	۹
۵۔	پیشِ لفظ۔	۱۰
۶۔	روزے کی فرضیت۔	۱۱
۷۔	نصاریٰ کے روزے۔	۱۳
۸۔	مدینہ منورہ تشریف آوری پر۔	۱۷
۹۔	عاشورا کے روزہ کا وجوب ختم۔	۱۷
۱۰۔	قضاء کی اَدائیگی۔	۱۹
۱۱۔	شروع روزوں کے اَحکام اور تبدیلی۔	۲۲
۱۲۔	رمضان المبارک اور ہم۔	۲۵
۱۳۔	قیدیوں کی رہائی۔	۲۹
۱۴۔	عطا فرمانا۔	۲۹
۱۵۔	جنت کا سجایا جانا۔	۳۰
۱۶۔	عنایاتِ ربانی۔	۳۰
۱۷۔	بابُ الرَّیان۔	۳۲
۱۸۔	شانِ صدیقی رضی اللہ عنہ۔	۳۳
۱۹۔	پچھلے گناہوں کی بخشش۔	۳۴
۲۰۔	روزے کا ثواب۔	۳۶
۲۱۔	جھوٹی بات اور روزہ۔	۳۷

۲۲۔	بھولے سے کھا پی لینا۔	۳۸
۲۳۔	روزے کی حالت میں مسواک کرنا۔	۳۹
۲۴۔	رمضان المبارک کے ایک روزے کا مقام۔	۴۰
۲۵۔	روزے کا فوری وجوب معاف۔	۴۰
۲۶۔	عورتوں کے لئے روزہ کی قضاء ہے نماز کی نہیں۔	۴۱
۲۷۔	سحری۔	۴۲
۲۸۔	اِفطاری۔	۴۳
۲۹۔	اَیُّکم مِثلِیْ۔	۴۵
۳۰۔	کس نعمتِ خداوندی سے روزہ اِفطار کیا جائے۔	۴۶
۳۱۔	اِفطاری کرانے کا ثواب اور غریب۔	۴۷
۳۲۔	اِفطاری کے وقت کی دُعا۔	۴۸
۳۳۔	مسافر کی ہمت۔	۴۹
۳۴۔	سفر میں روزہ اور پریشانی۔	۴۹
۳۵۔	سفر میں بے روزہ کے لئے ثواب۔	۵۰
۳۶۔	جہاد کے دن روزہ یا رخصت۔	۵۱
۳۷۔	مسافر روزہ رکھے۔	۵۱
۳۸۔	بعض روزہ رکھنے والے گنہگار ہیں۔	۵۲
۳۹۔	سفر میں روزہ رکھنے کی اِجازت۔	۵۳
۴۰۔	روزے کی حالت میں ٹھنڈک کے لئے سر پر پانی ڈالنا۔	۵۴
۴۱۔	کلی کا پانی اُگل دینا اور تھوک۔	۵۵
۴۲۔	قے اور روزہ۔	۵۶
۴۳۔	روزے کی حالت میں سُرمہ لگانا۔	۵۶
۴۴۔	روزہ توڑنے والے کا واقعہ اور اِختیارِ نبی کریم ﷺ۔	۵۷

۴۵۔	روزے اور قرآنِ مجید شفاعت کریں گے۔	۵۸
۴۶۔	روزہ کے مسائل۔	۶۰
۴۷۔	روزہ کے دیگر مسائل۔	۶۱
۴۸۔	روزہ اور خواتین۔	۶۴
۴۹۔	حاملہ اور دُودھ پلانے والی عورت کے لئے حکم۔	۶۴
۵۰۔	شوہر کی طرف سے بیوی کو نفلی روزے رکھنے کا حکم۔	۶۵
۵۱۔	شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنے کی ممانعت۔	۶۶
۵۲۔	مردوں کو بھی عورتوں کے حقوق کا لحاظ رکھتے ہوئے روزے رکھنے چاہئیں	۶۷
۵۳۔	شوہر کا جذبۂ ایثار اور قربانی۔	۶۷
۵۴۔	اگر روزہ دار (مرد یا عورت) کو کھانے کی دعوت ملے تو!	۶۹
۵۵۔	حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی بیوی کا واقعہ۔	۷۰
۵۶۔	حائضہ عورت کا روزہ۔	۷۱
۵۷۔	حکمت۔	۷۱
۵۸۔	حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روزہ توڑنا۔	۷۲
۵۹۔	مرغوب کھانا دیکھ کر نفلی روزہ توڑ لینا۔	۷۳
۶۰۔	جنابت کی حالت میں روزہ۔	۷۴
۶۱۔	عورت اور مرد روزہ کی حالت میں اکٹھے لیٹ سکتے ہیں۔	۷۵
۶۲۔	قضاء روزے اگلے رمضان المبارک سے پہلے پہلے رکھ لینے چاہئیں۔	۷۵
۶۳۔	مسائل۔	۷۷
۶۴۔	قیامِ رمضان۔	۷۸
۶۵۔	تعدادِ تراویح۔	۸۳
۶۶۔	حدیثِ حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ۔	۸۳
۶۷۔	حدیثِ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	۸۳

۶۸۔	حدیثِ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ۔	۸۴
۶۹۔	تسبیح تراویح۔	۹۰
۷۰۔	اِعتکاف اور مسائلِ اِعتکاف۔	۹۴
۷۱۔	حکمتِ اِعتکاف۔	۹۴
۷۲۔	آخری عشرہ میں اِعتکاف۔	۹۴
۷۳۔	تمام نیکیوں کا ثواب۔	۹۵
۷۴۔	دو حج اور دو عمرے کا ثواب۔	۹۵
۷۵۔	اِعتکاف کی سُنت۔	۹۵
۷۶۔	سر پر کنگھی کرنا۔	۹۶
۷۷۔	سر کا دھونا۔	۹۶
۷۸۔	اِجتماعی اِعتکاف۔	۹۷
۷۹۔	مسجد میں خیمے لگانا۔	۹۸
۸۰۔	اعتکاف کرنے والوں کو پردہ ہٹانے کا حکم۔	۹۹
۸۱۔	عورتوں کا اِعتکاف۔	۱۰۰
۸۲۔	عورت کا اپنے معتکف شوہر کی زیارت کرنا۔	۱۰۰
۸۳۔	بیس دن کا اِعتکاف۔	۱۰۲
۸۴۔	آخری عشرہ میں شب بیداری۔	۱۰۳
۸۵۔	اَقسامِ اِعتکاف۔	۱۰۳
۸۶۔	واجب اِعتکاف۔	۱۰۳
۸۷۔	واجب اِعتکاف کا وقت۔	۱۰۴
۸۸۔	سُنت مُؤکّدہ اِعتکاف علی الکفایہ۔	۱۰۴
۸۹۔	مسنون اِعتکاف کا وقت۔	۱۰۴
۹۰۔	نفلی اِعتکاف۔	۱۰۵

۹۱۔	مستحب اِعتکاف کا وقت۔	۱۰۵
۹۲۔	اعلیٰ ترین اِعتکاف۔	۱۰۵
۹۳۔	اِعتکاف کی شرائط۔	۱۰۶
۹۴۔	معتکف کے لئے مستحب اُمور اور اَعمال۔	۱۰۷
۹۵۔	اِعتکاف کرنے والی دینی بہنوں کے چند خاص مسائل۔	۱۰۷
۹۶۔	مسجد سے نکلنے کے عذر۔	۱۰۸
۹۷۔	اِعتکاف کے متفرق مسائل۔	۱۱۳
۹۸۔	لیلۃ القدر۔	۱۱۵
۹۹۔	شمعون نامی عابد۔	۱۱۵
۱۰۰۔	ہر رمضان المبارک میں لیلۃ القدر۔	۱۱۶
۱۰۱۔	لیلۃ القدر کی تلاش۔	۱۱۷
۱۰۲۔	قیام لیلۃ القدر۔	۱۱۹
۱۰۳۔	لیلۃ القدر کا وظیفہ۔	۱۲۰
۱۰۴۔	آخری ہفتہ کی شب بیداری۔	۱۲۰
۱۰۵۔	لیلۃ القدر ستائیسویں شب میں۔	۱۲۱
۱۰۶۔	نزولِ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام۔	۱۲۲
۱۰۷۔	حضرت جبرائیل علیہ السلام کا سلام۔	۱۲۳
۱۰۸۔	ملائکہ کا مصافحہ کرنا۔	۱۲۳
۱۰۹۔	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت۔	۱۲۳
۱۱۰۔	وصال شدہ کی طرف سے روزے۔	۱۲۶
۱۱۱۔	روزوں کے بدلے مساکین کو کھانا کھلانا۔	۱۲۸
۱۱۲۔	غیر مقلدین لکھتے ہیں۔	۱۳۱

بفیضانِ نظر

قطبِ جلی، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت،

نیّرِ اوجِ شرافت، مصرِ محبت، زبدۃ العارفین،

پیکرِ صدق و صفاء، عاشقِ رسول، فنافی الرسول،

پروانۂ توحید و رسالت، نائبِ غوث الثقلین،

امینِ علم لدنی، منظورِ نظر داتا گنج بخش

حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی صاحب نگینہ

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی

قدس سرہ العزیز

مرکزِ انوار و تجلیات

آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۷۶ گ۔ب، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

انتساب

بندۂ ناچیز اپنی اِس تالیف رمضان المبارک کے فضائل و مسائل کو اُن تمام اِیمان والوں کی طرف منسوب کرتا ہے جو اِنسانی معاشرہ میں خوفِ خدا جلّ وعلاء عشقِ مصطفیٰ ﷺ اور بزرگوں کی تعظیم و توقیر و تکریم کی تعلیم کے نور کو پھیلانے میں شب و روز مصروف تھے اور ہیں اور دنیا میں محبت و اِیثار اور اَخلاق و اِخلاص کی لازوال داستانیں رقم کر گئے ہیں اور کر رہے ہیں۔

خیر اندیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

پیش لفظ

رمضان المبارک اہل اسلام کے لئے اللہ عزوجل کا خصوصی انعام ہے کہ اسی ماہ مقدس میں حضور نبی کریم ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا اور اسی میں اللہ عزوجل نے نبی کریم ﷺ پر بذریعہ وحی قرآنِ پاک کے نزول کا آغاز فرمایا۔ ان انعامات کے بعد ہجرت سے اٹھارہویں مہینے شعبان المعظم ۲ ہجری کو اللہ ربُ العزت نے اہلِ ایمان پر روزے فرض کیے تاکہ اُن میں تقویٰ و پرہیزگاری کا نور پیدا ہو۔ ان گنتی کے دنوں میں رحمتِ خداوندی' ایمان والوں کو اپنی آغوش میں چھپالیتی ہے۔ شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے' جنت اور آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ رمضان المبارک کی عظمت و فضیلت کا خاطر خواہ ادراک نہ ہونے کی وجہ سے ہم رحمت و بخشش اور مغفرت کے اس بحرِ بیکراں سے کما حقہ استفادہ نہیں کر پاتے۔

اس صورتِ حال کے پیش نظر زیر مطالعہ کتاب رمضان المبارک کے فضائل و مسائل میں پیر طریقت' رہبر شریعت قبلہ محترم حضرت علامہ منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ نے نہایت تحقیق اور عرق ریزی سے قرآن و حدیث اور سُنّتِ مبارکہ کے بیسیوں مستند حوالہ جات کے ذریعے رمضان المبارک کی فضیلت' روزوں کی فرضیت اور روزہ سے متعلق دیگر جملہ مسائل کو نہایت آسان' سادہ اور عام فہم انداز میں بیان فرمایا ہے تاکہ تمام برادرانِ اسلام رہنمائی حاصل کریں اور قرآن و حدیث اور سُنّتِ مبارکہ کے مطابق رمضان المبارک کے روزے رکھ کر اللہ ربُ العزت کی معرفت اور قرب حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں کہ یہی اہل ایمان کی زندگی کا مقصود و مطلوب ہے۔ اللہ عزوجل قبلہ محترم حضرت علامہ صاحب مدظلہ العالی کی اس عظیم کاوش کو اپنے فضل و کرم سے شرفِ قبولیت بخشے اور قارئینِ کرام کو اس کتاب کے مطالعہ سے خاطر خواہ استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

خیر اندیش

رشید احمد جنجوعہ یوسفی

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روزے کی فرضیت

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ وَعَلَي الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ ھُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا ھَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (البقرۃ:۱۸۳تا۱۸۵)

”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے کہ تم سے اگلوں پر فرض ہوئے تا کہ تم پرہیز گار بنو۔ گنتی کے دن ہیں تو تم میں سے جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں تو اُتنے روزے دوسرے دنوں میں (پورے کرے)۔ اور جنہیں اِن کی طاقت نہ ہو وہ فدیہ (بدلہ) دیں ایک مسکین کا کھانا پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اُس کے لئے بہتر ہے۔ اور روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔ رمضان المبارک کا مہینہ، وہ مہینہ ہے جس میں قرآنِ مجید اُترا، لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اور فیصلہ کی روشن باتیں۔ تو تم میں سے جو کوئی یہ مہینہ پائے تو ضرور اِس کے روزے

رکھے۔ اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اتنے روزے دوسرے دنوں میں رکھے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اِس لئے کہ تم گنتی پوری کرو۔ اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی بڑائی بولو اِس پر کہ اُس نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی اور تا کہ تم شکر گزار رہو''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِرشاد فرمایا: ''اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے''۔

قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ اِذَا سَمِعْتَ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا افْرِغْ لَهَا سَمْعَکَ فَاِنَّهَا لَاَمْرٌ تُؤْمَرُ بِهٖ اَوْ لَنَهْیٌ تُنْهٰی عَنْهُ [۱]

''حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا: جب اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا یہ کلام سنو ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو'' تو اپنے کانوں کو خالی کرو کیونکہ جب یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِرشاد ہوتا ہے تو اِس کے بعد یا تو کوئی حکم صادر ہوتا ہے یا کسی چیز کی ممانعت ہوتی ہے''۔

حضرت اِمام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

لَذَّةٌ مَّافِی النِّدَآءِ اِزَالَةُ تَعَبُ الْعِبَادَةِ وَالْعِنَا [۲]

''اللہ (عزوجل) کے خطاب کی لذّت، عبادت کی سختی اور رنج کو دُور کرتی ہے''۔

چونکہ روزہ کا حکم دیا جا رہا ہے جو نفس پر بھاری ہے لہٰذا مسلمانوں کو پیارے خطاب سے پکار کر اُن کی عزت افزائی فرمائی اور ہمت بڑھائی۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا کر ہمارے ہو چکے ہو ہماری ہر سخت و نرم بات بھی قبول کرو۔ اگر آگ میں گرنے کو فرمائیں تو کود جاؤ اگر تمہیں کسی مرغوب چیز سے ہٹائیں تو ہٹ جاؤ کیونکہ یہ محبت کا

---

[۱] غنیۃ الطالبین ص ۳۶۷ (مترجم)۔ [۲] ایضاً۔

تقاضا ہے۔ لہٰذا تم سے فرماتے ہیں كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ ''تم پر روزے فرض کیئے گئے ہیں''۔ یہ فرضیت محض اِتفاقی طور پر نہیں بلکہ طے شدہ پروگرام کے تحت ہے كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ''جیسے کہ تم سے اگلوں پر فرض ہوئے۔'' (چونکہ روزہ نفس پر دشوار تھا' اِس لئے یہ آسان کرنے کے لئے فرمایا گیا)۔

تفسیر کبیر میں ہے: کہ حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام تک ہر اُمّت پر روزے فرض رہے۔ چنانچہ حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام پر ہر قمری مہینہ کی تیرھویں' چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے روزے فرض تھے اور حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر عاشورا کا روزہ فرض تھا۔ بعض روایات میں ہے

كَانَ الصَّوْمُ الْاَوَّلُ صَامَهٗ نُوْحٌ [۳]

''سب سے پہلے (حضرت سیّدنا) نوح (علیہ السلام) نے روزے رکھے''۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' روزے کی اوّل کیفیت اِس طرح تھی:

كَانَ صَوْمُ مَنْ قَبْلَنَا مِنَ الْعَتَمَةِ اِلَى اللَّيْلِ الْقَابِلَةِ
وَكَذٰلِكَ فِىْ اِبْتِدَاءِ الْاِسْلَامِ فَاشْتَبَهَا [۴]

''پہلے لوگوں پر رات کی تاریکی شروع ہونے سے دوسری رات تک کا روزہ فرض تھا اور اِبتدائے اِسلام میں بھی اسی طرح روزہ فرض تھا۔ اِس لئے دونوں مشابہ ہوئے''۔

نصاریٰ کے روزے:

مختلف کتبِ تفاسیر اور کُتبِ احادیثِ مبارکہ میں نصاریٰ کے روزوں کا ذکر مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

۳؎ در منثور جلد ۱ ص ۴۳۰ ۔ ۴؎ مظہری جلد ۱ ص ۱۸۸۔

اِنَّ صِیَامَ رَمَضَانَ کَانَ وَاجِبًا عَلَی النَّصَارٰی کَمَا فُرِضَ عَلَیْنَا فَرُبَمَا کَانَ یَقَعُ فِی الْحَرِّ الشَّدِیْدِ فَیَشُقُّ عَلَیْهِمْ لِاَجْلِ الْعَطَشِ اَوْ فِی الْبَرْدِ الشَّدِیْدِ فَیَشُقُّ عَلَیْهِمْ لِاَجْلِ الْجُوْعِ فَاجْتَمَعَ عُلَمَاؤُهُمْ وَ رُؤَسَاؤُهُمْ فَجَعَلُوْهُ فِی الرَّبِیْعِ وَ زَادُوْا فِیْهِ عَشَرَةَ اَیَّامٍ کَفَّارَةً لِّمَا صَنَعُوْا فَصَارَ اَرْبَعِیْنَ ثُمَّ اشْتَکٰی مَلِکُهُمْ فَجَعَلَ لِلّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ بَرِیَ مِنْ مَّرَضِهٖ اَنْ یَّزِیْدَ فِیْ صَوْمِهِمْ اُسْبُوْعًا فَبَرِیَ فَزَادَ فِیْهِ اُسْبُوْعًا ثُمَّ وَلَّاهُمْ مَّلِکٌ اٰخَرُ فَقَالَ اَتِمُّوْهُ خَمْسِیْنَ یَوْمًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَصَابَهُمْ مُّوْتَانٌ فَقَالُوْا زِیْدُوْا فِیْ صِیَامِکُمْ فَزَادُوْا عَشْرًا قَبْلُ وَعَشْرًا بَعْدُ ۵

''جس طرح ہم پر ماہِ رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں، اسی طرح اُن پر بھی ماہِ رمضان المبارک کے روزے فرض تھے تو اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب یہ روزے سخت گرمی میں واقع ہو جاتے تو تشنگی کی شدّت کی وجہ سے یہ روزے اُن پر بھاری ہوتے تھے اور جب موسم سرما میں آتے تھے تو بھوک کی وجہ سے شاق ہو جاتے تھے۔ جب یہ حالت دیکھی تو اُن کے علماء اور رؤسا جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کر کے روزوں کو موسم بہار میں مقرر کر دیا اور اپنی اس کرتوت کی وجہ سے دس دن کے روزے بطورِ کفارہ کے بڑھا دیئے۔ اَب کل چالیس دن کے روزے اپنے اُوپر مقرر کر لئے پھر اتفاقاً اُن کا بادشاہ بیمار ہو گیا اُس نے یہ نذر مانی کہ اگر مجھے شفاء ہو گئی تو میں ایک ہفتہ کے روزے اور بڑھا دوں گا۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُس کو شفاء دی، اُس نے

---

۵ مظہری جلد ا ص ۱۸۸، تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۷۶، تفسیر قرطبی جلد ا جز ۲ ص ۱۸۴، درمنثور جلد ا ص ۴۲۹، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۳۹، غنیۃ الطالبین ص ۳۶۹، فتح القدیر جلد ا ص ۲۳۰۔

ایک ہفتے کے روزے اور بڑھا دیئے۔ پھر اُس کے بعد ایک اور بادشاہ بیمار ہوا اُس نے پورے پچاس کر دیئے۔ حضرت مجاہد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نصاریٰ میں ایک مرتبہ موت تیزی سے گردش کرنے لگی۔ کثرت سے لوگ مرنے لگے۔ اُنہوں نے آپس میں کہا کہ روزے بڑھا دو تو دس روزے اور بڑھا دیئے پھر چند روز بعد دس روزے اور بڑھا دیئے''۔

تفسیر دُرِ منثور میں حضرت معقل بن حنظلہ علیہ الرحمہ سے مذکورہ بالا واقعہ مختصراً نقل کیا گیا ہے جبکہ تفسیر قرطبی اور تفسیر فتح القدیر میں (حضرت دغفل بن حنظلہ علیہ الرحمہ سے بمطابق تفسیر دُرِ منثور لکھا گیا ہے۔ تفسیر ابنِ جریر میں حضرت سدی علیہ الرحمہ سے مختلف الفاظ سے محولہ بالا واقعہ نقل کیا گیا ہے)

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ ''تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ'' لہٰذا روزہ رکھو۔

اَلْمَعَاصِی فَاِنَّ الصَّوْمَ یُکْسِرُ الشَّهْوَةَ [۶]

''تاکہ معاصی سے بچ جاؤ کیونکہ روزہ سے شہوت ٹوٹتی ہے''۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یَامَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَةَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْهِ بِالصَّوْمِ [۷]

---

[۶] ابنِ جریر جلد ۲ ص ۱۳۵، مظہری جلد ۱ ص ۱۸۸۔ [۷] مظہری جلد ۱ ص ۱۸۸، مسند احمد جلد ۱ ص ۳۷۸، بخاری جلد ۲ ص ۷۵۸، مسلم جلد ۱ ص ۴۴۹، داری جلد ۱ ص ۱۳۲، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۵۲، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ ص ۱۴۹، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۴۰، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۳، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۰۳۸۰۔

''اے جوانوں کے گروہ! جو تم میں سے نکاح کی اِستطاعت رکھتا ہو اُس کو چاہئے کہ نکاح کرے کیونکہ نکاح نگاہ کو پست کر دیتا ہے اور فرج کو حرام سے محفوظ بنا دیتا ہے اور جس میں نکاح کی قدرت نہ ہو اُس کو روزے رکھنے چاہئیں''۔

اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ''چند روز ہیں گنتی کے''

مَّعْدُوْدٰتٍ کا مطلب یہ ہے کہ گنتی کے چند دن ہیں کیونکہ عادتاً جو چیز کم ہوتی ہے اُس کو شمار کیا کرتے ہیں اور بہت کو شمار نہیں کرتے۔

قِيْلَ اِنَّ الْمُرَادَ بِذٰلِكَ الْاَيَّامِ صَوْمُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّصَوْمِ عَاشُوْرَاءَ فَاِنَّهٗ كَانَ وَاجِبًا فِيْ ابْتِدَاءِ الْهِجْرَةِ مِنْ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ اِلٰى شَهْرِ رَمَضَانَ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ نَسَخَ بِصَوْمِ رَمَضَانَ ۸

''بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ''گنے ہوئے دن'' سے ہر مہینہ کے تین روزے اور ایک روزہ عاشورا کا مراد ہے کیونکہ یہ روزے ربیع الاول سے لے کر رمضان المبارک تک ہر مہینہ میں تین تین روزے واجب تھے پھر رمضان المبارک کے روزوں کا حکم آ گیا اور یہ منسوخ ہو گئے''۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِالصَّوْمِ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ اَفْطَرَ ۹

''رسول اللہ ﷺ رمضان (المبارک) کے روزوں کا حکم نازل ہونے سے پہلے عاشورا کے روزے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔ جب رمضان (المبارک) کے روزوں کا حکم آیا تو پھر یہ ہو گیا کہ جو چاہے اُس دن (یعنی یوم عاشورا کا) روزہ رکھے

۸ مظہری جلد اص ۱۸۹۔ ۹ مظہری جلد اص ۱۸۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۸۸، بخاری جلد اص ۲۶۸۔

اور جس کا دل چاہے نہ رکھے''۔

مدینہ منورہ تشریف آوری پر:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں'

قَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ الْمَدِیْنَةَ فَرَایَ الْیَهُوْدَ یَصُوْمُ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ مَاهٰذَا قَالُوْا هٰذَا یَوْمٌ صَالِحٌ نَجَّی اللّٰهُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ فَصَامَهٗ مُوْسٰی فَقَالَ اَنَا اَحَقُّ بِمُوْسٰی مِنْکُمْ فَصَامَهٗ وَاَمَرَ بِصِیَامِهٖ ۝[۱]

''جب رسول کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشورا کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم اِس دن روزہ کیوں رکھتے ہو؟ اُنہوں نے عرض کیا' یہ بہت مبارک دن ہے' اِس دن اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے بنی اسرائیل کو اُن کے دشمن سے نجات عطا فرمائی تھی تو اُس دن (حضرت سیّدنا) موسیٰ (علیہ السلام) نے شکریہ کے طور پر روزہ رکھا تھا۔ اِس لئے ہم بھی رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ بات ہے تو میں (حضرت سیّدنا) موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ تم سے زیادہ حق رکھتا ہوں' (اِس لئے رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے) خود بھی روزہ رکھا اور اَوروں کو بھی رکھنے کا حکم فرمایا''۔

عاشورا کے روزہ کا وجوب ختم:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں:

کَانَ یَوْمُ عَاشُوْرَآءَ یَصُوْمُهٗ قُرَیْشٌ فِی الْجَاهِلِیَّةِ وَکَانَ

[۱] مظہری جلد۱ ص۱۸۹' بخاری جلد۱ ص۲۶۸' مسند احمد جلد۱ ص۲۹۱۔۳۱۰' کنز العمال حدیث نمبر ۲۴۲۴۶۔

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَصُوْمُہٗ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ صَامَہٗ وَاَمَرَ بِصِیَامِہٖ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تَرَکَ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ [۱]

''قریشِ (مکہ مکرمہ) ایامِ جاہلیت میں عاشورا کے دن روزہ رکھا کرتے تھے اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ بھی اعلانِ نبوت سے قبل روزہ رکھتے تھے جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں بھی اُس روز روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے تو پھر عاشورا کا روزہ چھوڑ دیا''۔

فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ط

''جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو تو ضروری ہے کہ گنتی دوسرے دنوں سے پوری کرے''۔

مریض سے مراد وہ شخص ہے کہ وہ یا تو فی الحال مریض ہو اور روزہ رکھنے سے مرض بڑھنے یا دیر سے شفاء ہونے کا خوف ہو یا بالفعل تو تندرست ہے لیکن ایسا سُست اور کمزور ہے کہ گمان غالب ہے کہ اگر روزہ رکھے گا تو مرض پیدا ہو جائے گا۔ اسی میں شامل ہیں وہ حاملہ عورتیں اور دُودھ پلانے والی بیبیاں کہ جن کو اپنی اور اپنے بچے کی جان کا خوف ہو۔ سفر طویل ہو یا تھوڑا افطار جائز ہے۔ پے در پے نہ بھی رکھے تو حرج نہیں البتہ گنتی پوری کرنا ضروری ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے رمضان المبارک کے روزوں کی قضاء کے بارے میں فرمایا:

---

[۱] مظہری جلد ا ص ۱۸۹' ترمذی حدیث نمبر ۵۷۳' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۴۸' بخاری جلد ا ص ۲۶۸' مسلم جلد ا ص ۳۵۷۔

اِنْ شَاءَ فَرَّقَ وَاِنْ شَاءَ تَابَعَ [۱۲]

''اگر چاہے تو جدا جدا رکھے اور اگر چاہے تو پے در پے رکھے''۔

قضاء کی ادائیگی:

قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ: لَا یَجِبُ عَلَیْهِ اِلَّا الْقَضَاءَ وَلَوْ اَدّٰی بَعْدَ سِنِیْنَ لِامْتِنَاعِ الزِّیَادَةِ عَلَی الْکِتَابِ مِنْ غَیْرِ قَاطِعٍ وَّمَنْ اَخَّرَ بِعُذْرِ مَرَضٍ اَوْ سَفَرٍ حَتّٰی جَاءَ رَمَضَانٌ اٰخَرُ فَعَلَیْهِ الْقَضَاءُ فَقَطْ بِالْاِجْمَاعِ [۱۳]

''حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر برسوں کے بعد بھی قضاء کرے تب بھی قضاء کے سوا اور کچھ واجب نہیں کیونکہ یہ کتاب (اللہ) پر بغیر قطعی دلیل کے زیادتی ہے اور اگر مرض یا سفر کے عذر کے سبب دوسرے رمضان سے بھی تاخیر ہو جائے تو اس میں بالاتفاق قضاء کے سوا کچھ واجب نہیں''۔

وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ

''اور ان لوگوں پر جن کو طاقت ہے فدیہ ہے''۔

یہ تیسرے گروہ کا ذکر ہے جن پر نہ روزہ واجب نہ قضاء۔ اِس سے طاقتور اور قدرت والا انسان مراد ہے اور یہ آیت فَلْیَصُمْهُ سے منسوخ ہے۔ (یعنی وہ روزہ رکھے کیونکہ پہلے روزے کا اختیار تھا جو چاہے رکھے اور جو چاہے فدیہ دے دے) پھر فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ ''جو کوئی تم میں سے یہ مہینہ پائے'' سے یہ اختیار منسوخ ہو کر روزہ ہی فرض ہوا۔

دوسرے یہ کہ اس سے وہ بوڑھے مراد ہیں جنہیں روزہ میں مشقت ہو اور

---

[۱۲] تفسیر مظہری جلد ۱ ص ۱۹۰، دار قطنی جلد ۲ ص ۱۹۳۔ [۱۳] مظہری جلد ۱ ص ۱۹۱۔

آئندہ طاقت آنے کی اُمید نہ ہو اُنہیں فدیہ کی اجازت دی گئی۔

تیسرے یہ کہ اِس سے وہ بیمار وغیرہ مراد ہیں جنہیں تندرست ہونے کی اُمید نہ ہو اِن دونوں صورتوں میں یہ آیتِ مبارکہ منسوخ ہے۔

یعنی اُن لوگوں پر جو روزہ کی طاقت رکھیں یا اُن بوڑھوں کو جو بہت تکلیف سے روزہ رکھ سکیں یا اُن بیماروں وغیرہ پر جو روزہ کی طاقت نہ رکھیں۔

فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ط ''فدیہ ہے، مسکین کا کھانا'' اِس سے مراد ایک مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دینا ہے۔ یعنی جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں اُن پر ہر دن کے عوض ایک مسکین کا کھانا دینا واجب ہے۔

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ط وَاَنْ تَصُوْمُوْا
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

''پھر جو اپنی خوشی سے نیکی کرے تو وہ اُس کے لئے بہتر ہے اور یہ صورت کہ تم روزہ رکھو تمہارے لئے بہتر ہے''۔

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا میں فدیہ میں قدر واجب سے زیادہ دینا مراد ہے اور یہی بہتر ہے اور فرمایا: اے روزہ رکھنے والو! روزہ رکھنا فدیہ سے بہتر ہے۔ بلا عذر روزہ نہیں چھوڑنا چاہئے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى
لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ج

''رمضان المبارک کا مہینہ ایسا ہے جس میں قرآنِ مجید نازل کیا گیا جو لوگوں کا راہنما ہے اور جس میں ہدایت ہے اور حق و باطل کے اِمتیاز کے صاف صاف احکام ہیں''۔ یعنی قرآنِ مجید اپنے اعجاز سے گمراہی سے نکالتا ہے۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ط

''سو جو شخص تم میں سے یہ مہینہ پائے (اور تندرست و مقیم ہو اور عورت حیض و نفاس سے پاک ہو) وہ روزے رکھے''۔

ایک عورت نے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ سے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) عورتوں کیلئے دین میں کیا کمی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلَيْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَ لَمْ تَصُمْ [۱۴]

''دیکھتی نہیں ہو کہ جب حیض آتا ہے تو روزہ نماز کچھ نہیں کرسکتیں''۔

يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ٥

''اللہ (تبارک و تعالیٰ) تم پر آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا تاکہ تم گنتی پوری کرو اور تاکہ تم اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی اِس بات پر بڑائی بیان کرو کہ اُس نے تمہیں سیدھی راہ دکھائی اور تم اُس کے شکر گزار ہو جاؤ''۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ط هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ ج فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ص وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ص ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ج ..... (البقرة:۱۸۷)

''جائز کردیا روزوں کی راتوں میں تمہارے لئے اپنی بیویوں کے پاس جانا

---

[۱۴] مظہری جلد ا ص ۱۹۵، بخاری جلد ا ص ۴۴، قرطبی جلد ۲ جز ۳ حدیث نمبر ۸۲۔

وہ تمہارا لباس ہیں تم اُن کا لباس ہو۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اُس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا تو اب اُن سے (روزوں کی راتوں میں) ہم بستر ہو (سکتے ہو) اور طلب کرو جو اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے تمہارے نصیب میں لکھا ہے اور کھاتے پیتے رہو۔ یہاں تک کہ تمہیں صبح کی سفید دھاری کالی دھاری سے علیحدہ اور صاف نظر آنے لگے پھر پورا کرو روزہ رات تک''۔

شروع روزوں کے احکام اور تبدیلی:

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا فَحَضَرَ الْاِفْطَارُ فَنَامَ قَبْلَ اَنْ يُّفْطِرَ لَمْ يَاْكُلْ لَيْلَتَهٗ وَلَا يَوْمَهٗ حَتّٰى يُمْسِيَ وَ اَنَّ قَيْسَ بْنَ صِرْمَةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَ صَائِمًا فَلَمَّا حَضَرَ الْاِفْطَارُ اَتَى امْرَاَتَهٗ فَقَالَ عِنْدَكِ طَعَامٌ فَقَالَتْ لَا وَلٰكِنْ اَنْطَلِقُ فَاَطْلُبُ لَكَ وَ كَانَ يَوْمَهٗ يَعْمَلُ فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهٗ وَجَاءَتِ امْرَاَتُهٗ فَلَمَّا رَاَتْ قَالَتْ خَيْبَةٌ فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ [۱۵]

''اَصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ جب کوئی شخص روزہ رکھتا تھا اور اِفطار کا وقت آجاتا تھا اور روزہ اِفطار کرنے سے پہلے ہی سو جاتا تھا تو پھر وہ نہ اُس رات کو کھاتا پیتا تھا اور نہ اَگلے روز شام تک کچھ کھاتا پیتا تھا۔ ایک مرتبہ اَیسا ہوا کہ حضرت قیس بن صرمہ رضی اللہ عنہ روزہ دار تھے جب اِفطار کا وقت ہوا تو اپنی زوجہ سے

---

[۱۵] مظہری جلد ۱ ص ۲۰۳۔

پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ اُس نے کہا موجود تو نہیں لیکن آپ کے لئے کہیں سے لاتی ہوں۔ یہ سارا دن تو کام کاج کرتے تھے۔ اُس کے جاتے ہی نیند غالب ہوئی اور وہ سو گئے۔ جب وہ آئی تو اُن کو سوتے دیکھ کر بولی بدقسمتی اِس کے بعد تو کھا ہی نہیں سکتے تھے۔ دوسرے دن دوپہر ہونے کو آئی تو ضعف کی وجہ سے اُن پر غشی طاری ہوگئی۔ یہ قصہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پیش ہوا تو اُس وقت یہ آیتِ مبارکہ

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ..... (البقرۃ:۱۸۷) نازل ہوئی“۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

كَانُوْا يَاْكُلُوْنَ وَ يَشْرَبُوْنَ وَ يَاْتُوْنَ النِّسَآءَ مَالَمْ يَنَامُوْا فَاِذَا نَامُوْا امْتَنَعُوْا كَانَ عُمَرُ قَدْ اَصَابَ مِنَ النِّسَآءِ بَعْدَ مَا نَامَ فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اُحِلَّ لَكُمْ .... ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ [۱۶]

”(ابتدائے رمضان المبارک میں) لوگ اوّل شب میں سونے تک کھاتے پیتے تھے۔ عورتوں سے ہم بستر ہوتے تھے اور سونے کے بعد سے پھر صبح تک سب چیزوں سے باز رہتے تھے۔ ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت ہوئی کہ بعد سونے کے زوجہ سے صحبت کر بیٹھے۔ یہ واقعہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پیش کیا گیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے اُسی وقت یہ آیتِ مبارکہ:-

---

[۱۶] تفسیر مظہری جلد اص ۲۰۳، بخاری جلد اص ۶۴۷۔

WWW.SEEDHARASTAH.COM

أُحِلَّ لَكُمْ .... اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ

تک نازل فرمائی"۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، جب آیت

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ

نازل ہوئی اُس وقت تک "مِنَ الْفَجْرِ" کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔

وَ كَانَ الرِّجَالُ اِذَا اَرَادُوْا الصَّوْمَ رَبَطَ اَحَدُهُمْ فِيْ رِجْلَيْهِ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ وَالْخَيْطُ الْاَسْوَدُ وَلَا يَزَالُ يَاْكُلُ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهٗ رُؤْيَتُهُمَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَعْدَ قَوْلِهٖ "مِنَ الْفَجْرِ" فَعَلِمُوْا اَنَّهٗ يَعْنِىْ بِهِمَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ [1]

"تو بہت سے آدمی ایسا کرتے تھے کہ جب روزہ رکھنے کا ارادہ کرتے تو اپنے دونوں پاؤں میں سفید اور سیاہ دھاگہ باندھ لیتے اور کھاتے رہتے جب وہ دونوں صاف نظر آنے لگتے اُس وقت کھانے پینے سے رکتے جب اللہ عزوجل نے مِنَ الْفَجْرِ کے کلمات نازل فرمائے تو اُنہوں نے جانا کہ خَيْطِ اَبْيَضُ اور خَيْطِ اَسْوَدُ سے دن اور رات مراد ہے"۔

---

[1] مظہری جلد اص ۲۰۵، بخاری جلد ۲ص ۶۴۷، مسلم جلد اص ۳۴۹۔

رمضان المبارک اور ہم

روزہ کے لئے قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ میں صوم کا لفظ آیا ہے۔ صوم کے لفظی معنی امساک یعنی رکنے' بچنے اور نگاہ رکھنے کے ہیں یعنی اپنے آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بتائی ہوئی حدود کے اندر رکھنا اور ضبط نفس کرنا۔ (جیسے) کہتے ہیں صَامَ عَنِ الْکَلَامِ (وہ) بات کرنے سے رُکا' صَامَ عَنِ النِّکَاحِ نکاح کرنے سے باز رہا' صَامَ الْمَآءُ پانی رُک گیا' کھڑا ہو گیا' صَامَ النَّھَارُ دن رُک گیا' صَامَ الْفَرَسُ گھوڑا کھڑا ہو گیا۔ جب اِنسان خاموش ہو جاتا ہے اور کلام کرنے سے رُک جاتا ہے' ٹھہر جاتا ہے' اُس وقت بھی لفظ صام کے ذریعے اِس بات کا اظہار کیا جاتا ہے کہ فلاں آدمی بات کرنے سے رُک گیا ہے یا باز آ گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں حضرت بی بی مریم سلام اللہ علیہا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت بی بی مریم سلام اللہ علیہا سے پوچھا کہ تیرے ہاں یہ بچہ کیسے پیدا ہوا ہے؟ تیری تو شادی نہیں ہوئی تو حضرت بی بی مریم سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا (اَیْ صُمْتًا)

"میں نے رحمٰن (جَلّ وعلا) کے لئے (بات چیت سے) باز رہنے کی نذر مانی ہے"۔

صوم کا مادہ ہے ص۔و۔م اِس کے لغوی معنی ہوئے رُک جانا' ٹھہر جانا' باز رہنا' بند رہنا' چھوڑنا اور سیدھا ہونا وغیرہ۔

اِصطلاح شرع میں صبح صادق کے طلوع ہونے کے پہلے سے غروبِ آفتاب تک بہ نیتِ عبادت بیوی سے صحبت اور کھانے پینے سے رُکنے اور کسی چیز کو

پیٹ یا دماغ یا رگوں میں داخل کرنے سے باز رہنے کو صوم کہا جاتا ہے۔

روزہ کی غرض و غایت اور منشاء اپنی خواہشات کو قابو میں رکھنا' جذبات کے طوفان سے اپنے آپ کو بچالینا' حرام سے بچنا' نفس کا زور توڑنا' دِل میں صفائی پیدا کرنا اور مساکین و فقراء کی موافقت کرنا ہے۔ اِن اوصاف کا نتیجہ حصولِ تقویٰ ہے۔ اِسی لئے ربِّ ذوالجلال والاکرام نے فرمایا ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر روزے فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی ہو جاؤ۔'' یعنی روزے کا ثمرہ یہ ہے کہ تمہیں تقویٰ حاصل ہو۔

لمعات' مرقاۃ اور دُرِ مختار وغیرہ میں ہے کہ ۲ھ میں تبدیلی قبلہ کے ایک ماہ بعد ہجرت سے اٹھارہویں مہینے دس شعبان المعظم کو روزے فرض ہوئے۔

رمضان رمض سے بنا بمعنی گرمی یا گرم' جس طرح بھٹی کی حِدت اور گرمی سے لوہے کی میل صاف ہوتی ہے' اِسی طرح رمضان المبارک کے روزے کی حِدت اور گرمی جو سینے میں پیدا ہوتی ہے' ایمان والوں کے گناہوں کو صاف کرتی ہے' دھوتی ہے۔ روزہ سے گنہگاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ نیکوں کے درجے بلند ہوتے ہیں اور اَبرار کا قربِ الٰہی زیادہ ہوتا ہے۔ اِس لئے اِسے رمضان (المبارک) کہتے ہیں۔ یہ ماہِ مبارک اللہ تبارک وتعالیٰ کی پانچ نعمتیں رحمت' محبت' ضمان' امان اور نور لے کر آتا ہے۔ اِس لئے رمضان (المبارک) کہلاتا ہے۔ جہاں رمضان المبارک پانچ مذکورہ نعمتیں لاتا ہے وہاں پانچ عبادات بھی لاتا ہے۔ روزہ' تراویح' اِعتکاف' شب قدر میں عبادات اور تلاوتِ قرآنِ مجید۔ اِسی ماہِ مبارک میں قرآنِ مجید لیلۃ القدر میں لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر بابُ العزت میں اُترا' یہی وہ مبارک اور مقدس مہینہ ہے

جس کا نام قرآنِ مجید میں آتا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شعبان (المعظم) کے آخری دن خطاب فرمایا:

فَقَالَ یَاایُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَّقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُّزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةٌ لِّذُنُوْبِهِ وَعِتْقُ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اَجْرِهِ شَيْءٌ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُعْطِى اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّآءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَا يَظْمَاُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهُ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَّمْلُوْكِهِ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ وَاَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ[۱]

---

۱ مشکوٰۃ ص ۱۷۳ حدیث نمبر ۱۹۶۵، الجامع لشعب الایمان للبیہقی جلد ۲ ص ۲۱۶، صحیح ابن خزیمہ جلد ۳ ص ۱۹۱، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۹۴، تفسیر مظہری جلد ۱ ص ۱۹۹، درمنثور جلد ۱ ص ۴۴۶ (طبع جدید)، کنز العمال حدیث نمبر ۲۳۷۱۴–۲۳۷۲۴، اللسان المیزان جلد ۶ ص ۳۲۱، تاریخ بغداد جلد ۱۴ ص ۲۹۶–۲۹۵، المیزان جلد ۴ ص ۲۶۵، مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۹۶۔

''اے لوگو! تم پر ایک عظیم مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے۔ یہ مہینہ برکت والا ہے۔ اِس میں ایک رات اَیسی ہے جو ہزار مہینوں سے اَفضل ہے۔ اِس (مہینے) کے روزے اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے فرض کیے ہیں۔ اِس کی رات (یعنی راتوں) کا قیام زائد عبادت بنایا۔ جو کوئی (صاحبِ ایمان) اِس مہینہ میں ربّ ذوالجلال والاکرام کی رضا اور قرب حاصل کرنے کے لئے غیر فرض عبادت (یعنی سُنّت یا نفل) اَدا کرے گا تو وہ گویا اَیسے ہے جیسے دوسرے مہینے میں اُس نے فرض اَدا کیا۔ اور جو اِس مہینہ میں فرض ادا کرے گا وہ اَیسے ہوگا جیسے اُس نے دوسرے مہینے میں ستر فرض ادا کئے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اِضافہ کیا جاتا ہے۔ اِس مہینہ میں جو (صاحبِ اِیمان) کسی (ایمان والے) کا روزہ اِفطار کروائے گا (اُس کے لئے تین اَجر ہیں)۔ (۱) اُس کے لئے اُس کے گناہوں کی بخشش ہے۔ (۲) اُس کی گردن (جہنم کی) آگ سے آزاد ہوگی۔ اور (۳) اُس کو روزہ دار کی طرح ثواب ملے گا بغیر اِس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی ہو۔

(حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہم میں سے ہر ایک کو روزہ اِفطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا (تو کیا غرباء اِس عظیم بے مثال ثواب سے محروم رہیں گے؟) غریبوں کے ملجا، یتیموں کے ماویٰ، بیکسوں کے والی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشادِ عظیم فرمایا کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) یہ ثواب اُس (ایمان والے غریب) کو بھی عطا فرمائے گا جو دُودھ کے ایک گھونٹ سے یا ایک کھجور سے یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ سے روزہ دار کا روزہ اِفطار کرادے۔ (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلسلۂ خطاب کو جاری رکھتے ہوئے اِرشادِ عظیم فرمایا) اور جو کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلائے (یعنی خوب سیر کرائے) اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کو میرے حوضِ (کوثر) سے اَیسا سیراب کرے گا کہ اُس کو کبھی

پیاس نہیں لگے گی۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے۔ (بعد ازیں کریم آقائے کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ والثناء نے اِرشاد فرمایا) یہ وہ مہینہ ہے کہ جس کے اوّل حصہ میں رحمت ہے۔ درمیانی حصہ میں مغفرت ہے اور آخری حصہ میں آگ سے آزادی ہے اور جو شخص اِس مہینہ میں اپنے غلام و خادم کے کام میں تخفیف کرے گا۔ اللہ (غفور و رحیم) اُسے بخش دے گا۔ اور اُسے (جہنم کی) آگ سے رہائی اور آزادی عطا فرمائے گا''۔

قیدیوں کی رہائی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ اَطْلَقَ كُلَّ اَسِيْرٍ وَ اَعْطٰى كُلَّ سَائِلٍ ۲؎

''جب رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہوتا تو رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ ہر قیدی کو چھوڑ دیتے اور مانگنے والے کو عطا فرماتے''۔

(یہاں قیدی سے مراد وہ شخص ہے جو حق اللہ یا حق العبد میں گرفتار ہے اور آزاد فرمانے سے اُس کے حقوق ادا کر دینا یا کروا دینا مراد ہے۔ یہاں کفار قیدی مراد نہیں ہیں جو جہاد میں قید ہو کر آتے۔ کفار قیدیوں کو رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے کسی رمضان المبارک میں آزاد نہ) فرمایا کیونکہ اُن کو چھوڑنا فتنہ سے خالی نہ تھا' وہ پھر جا کر مسلمانوں کے مقابل ہوتے)۔

عطا فرمانا:

یوں تو نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ ہمیشہ ہی ہر سائل کو عنایت فرماتے تھے

۲؎ مشکوٰۃ ص ۱۷۴ حدیث نمبر ۱۹۶۶' مرآۃ جلد ۳ ص ۱۴۱' دُرِ منثور جلد ۱ ص ۱۸۵' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۵' مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۹۹۔

وہ سخی اور کریم ہیں۔ مگر ماہِ رمضان المبارک میں آپ ﷺ کی سخاوت کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا تھا۔

جنت کا سجایا جانا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ الْجَنَّةَ تُزَخْرَفُ لِرَمَضَانَ مِنْ رَأْسِ الْحَوْلِ اِلٰی حَوْلٍ قَابِلٍ قَالَ فَاِذَا كَانَ اَوَّلُ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ هَبَّتْ رِيْحٌ تَحْتَ الْعَرْشِ مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ عَلَى الْحُوْرِ الْعِيْنِ فَيَقُلْنَ يَا رَبِّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ عِبَادِكَ اَزْوَاجًا تَقِرُّ بِهِمْ اَعْيُنُنَا وَتَقِرُّ اَعْيُنُهُمْ بِنَا [۳]

''ماہِ رمضان المبارک کے لئے جنت شروع سال سے اگلے سال تک سنواری جاتی ہے۔'' فرمایا: جب ''رمضان المبارک کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے جنت کے پتوں سے حوروں پر ایک خوشگوار ہوا چلتی ہے تو حوریں عرض کرتی ہیں یارب! اپنے بندوں کو ہمارا خاوند بنا۔ اُن سے ہماری آنکھیں اور ہم سے اُن کی آنکھیں ٹھنڈی فرما''۔

عنایاتِ ربانی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ فِیْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَ غُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَ

---

[۳] مشکوٰۃ ص ۱۷۴ حدیث نمبر ۱۹۵۶، مرآۃ جلد ۳ ص ۱۴۲، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۴۱، مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۸۶، مسلم حدیث نمبر (۲۔۱۰۷۹)، بخاری حدیث نمبر ۱۸۹۹۔

سُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ ؎۴

"جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں" اور ایک روایت میں ہے "رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا کَانَ اَوَّلُ لَیْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَیُنَادِیْ مُنَادِیًا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَیَابَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِکَ کُلَّ لَیْلَةٍ ؎۵

"جب رمضان المبارک کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں کہ اُن میں سے کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جن میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے بھلائی چاہنے والے

؎۴ بخاری جلد۱ ص۲۵۵' مسلم جلد۱ ص۳۴۶' مشکوٰۃ ص۱۷۳' مسند احمد جلد۲ ص۲۸۱' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر۷۳۷۴' دُرِمنثور جلد۱ ص۱۸۳' نسائی جلد۱ ص۲۹۹' ترمذی جلد۱ ص۱۴۷۔
؎۵ مشکوٰۃ ص۱۷۳' مرآۃ جلد۳ ص۱۳۶' ترمذی حدیث نمبر۶۸۲' مستدرک حاکم جلد۱ ص حدیث نمبر۴۲۱' دُرِمنثور جلد۱ ص۱۸۳' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص۳۰۳' حلیۃ الاولیاء جلد۸ ص۳۰۶' کنز العمال حدیث نمبر۲۳۶۶۴' مرقاۃ جلد۴ ص۲۹۱' ابن ماجہ حدیث نمبر۱۶۴۲' نسائی حدیث نمبر۲۱۰۷' مسند احمد جلد۴ ص۳۱۱۔

آ' اور برائی چاہنے والے باز آ اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کی طرف سے لوگ آگ سے آزاد کیے جاتے ہیں اور یہ ہر رات ہوتا ہے"۔

محولہ بالا روایات میں ہے ابلیس مع ذرّیت (یعنی اپنی اولاد) کے قید کردیا جاتا ہے۔ مگر اس مہینے میں جوکوئی بھی گناہ کرتا ہے وہ اپنے نفسِ امّارہ کی شرارت سے کرتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَتَاکُمْ رَمَضَانُ شَھْرٌ مُّبَارَکٌ فَرَضَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ صِیَامَہٗ تُفْتَحُ فِیْہِ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ تُغْلَقُ فِیْہِ اَبْوَابُ الْجَحِیْمِ وَ تُغَلُّ فِیْہِ مَرَدَۃُ الشَّیَاطِیْنِ لِلّٰہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ مَنْ حُرِمَ خَیْرَھَا فَقَدْ حُرِمَ [۶]

"تمہارے پاس رمضان المبارک کا مہینہ آیا ہے یہ برکت والا مہینہ ہے اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے تم پر اس کے روزے فرض فرمائے ہیں اس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور اس میں مردود شیاطین قید کردیئے جاتے ہیں اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اس کی خیر سے محروم رہا وہ بالکل ہی محروم رہا"۔

بابُ الرَّیّان:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فِی الْجَنَّۃِ ثَمَانِیَۃُ اَبْوَابٍ مِنْھَا بَابٌ یُّسَمّٰی الرَّیَّانُ لَا

---

[۶] نسائی حدیث نمبر ۲۱۰۶' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳۰' مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۹۴' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۹۶۲' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۹۹۔

يَدْخُلُهُ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ ؎

''جنت میں آٹھ دروازے ہیں ایک دروازے کا نام ''الرَّیان'' ہے جس میں سے صرف روزہ دار داخل ہوں گے''۔

ریّان تروتازگی' سیرابی اور سبزی کے معنوں میں ہے چونکہ روزہ دار روزوں میں بھوکے پیاسے رہتے ہیں اور بمقابلہ بھوک کے پیاس کی زیادہ تکلیف اُٹھاتے ہیں۔ اِس لئے اُن کے داخلے کے لئے وہ دروازہ مختص ہوا ہے جہاں پانی کی نہریں' بے حساب سبزہ' پھل اور سیرابی ہے۔ اُس کا حسن آج نہ تو ہمارے وہم وگمان میں آ سکتا ہے اور نہ ہی بیان میں۔ روزہ چور یا روزہ توڑ یا روزہ خور مسلمان اگرچہ سزا کے بعد یا سزا سے پہلے رحمتِ خداوندی اور شفاعتِ مصطفیٰ کریم ﷺ سے بخش بھی دیئے جائیں اور جنت میں داخل بھی ہو جائیں مگر وہ پھر بھی اِس دروازے سے جو روزہ داروں کے لئے مختص ہے' داخل نہیں ہو سکتے۔

شانِ صدیقی رضی اللہ عنہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِىَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا عَبْدَاللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِىَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِىَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِىَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِىَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ بِاَبِىْ

؎ بخاری جلد۱ص۲۵۴' مسلم جلد۱ص۳۶۴' ابن ماجہ ص۱۱۹' نسائی جلد۱ص۳۱۲' مشکوٰۃ ص۱۷۳ حدیث نمبر۱۹۵۶' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۸ص۱۸۰' شرح السنۃ للبغوی جلد۶ص۲۱۹' فتح الباری جلد۴ص۱۱۲' مرقاۃ جلد۴ص۳۸۷۔

اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا عَلٰی مَنْ دُعِیَ مِنْ تِلْکَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَۃٍ فَھَلْ یُدْعٰی اَحَدٌ مِنْ تِلْکَ الْاَبْوَابِ کُلِّھَا قَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنَ مِنْھُمْ ۸؎

"رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو (مسلمان) اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خیرات کرے تو جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا۔ جنت کے بہت دروازے ہیں۔ جو (مسلمان) نمازیوں میں سے ہوگا اُسے باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا۔ اور جو (مسلمان) صدقہ وخیرات کرنے والوں سے ہوگا' اُسے باب الصدقہ سے پکارا جائے گا۔ اور جو (مسلمان) روزہ داروں میں سے ہوگا اُسے باب الرّیان سے پکارا جائے گا۔ تب (حضرت) ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا' اِس کی ضرورت تو نہیں کہ کوئی تمام دروازوں سے بلایا جائے گا مگر کیا کوئی (خوش نصیب ایسا بھی ہے جو) اِن تمام دروازوں سے بھی بلایا جائے گا (حضور پاک ﷺ نے) فرمایا' ہاں! اور مجھے اُمید ہے تم اُن میں سے ہو"۔

پچھلے گناہوں کی بخشش:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا

۸؎ نسائی جلد۱ ص ۳۱۲' بخاری جلد۱ ص ۲۵۴' مسلم' ترمذی حدیث نمبر ۳۶۷۴' مسند احمد جلد۴ ص ۳۸۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ ص ۱۷۱' الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۷۷۔

تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ ۹

''جو شخص ایمان اور اخلاص سے رمضان المبارک (کے مہینہ) کے روزے رکھے' اُس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جو رمضان المبارک (کے مہینہ) میں ایمان اور اخلاص سے راتوں کو عبادت کرے تو اُس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو شبِ قدر میں ایمان اور اخلاص کے ساتھ عبادت کرے تو اُس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے''۔

اِس حدیث شریف میں دو الفاظ آتے ہیں: اِیْمَاناً وَّ اِحْتِسَاباً اِحتساب' حسب سے بنا ہے' بمعنی گمان کرنا اور سمجھنا' اِحتساب کے معنی ہیں' ثواب طلب کرنا۔ جس روزہ کے ساتھ ایمان اور اِخلاص جمع ہو جائیں اُس کا نفع تو بے شمار ہے۔ نیز روزہ دار کے سارے صغیرہ گناہ (حقوق اللہ) معاف ہو جاتے ہیں۔ چونکہ اِس حدیث شریف میں ایمان کا ذکر بھی ہے اِس لئے ہندوؤں کا برت (روزہ) اور کافروں کے اپنے دینی روزوں کا کوئی ثواب نہیں کہ وہاں ایمان نہیں۔ نیز جو شخص بیماری کے علاج کے لئے روزہ رکھے نہ کہ ثواب طلب کرنے کے لئے تو اُسے بھی کوئی ثواب نہیں۔

اِس حدیث شریف میں روزہ' تراویح اور لیلۃ القدر کے قیام کی برکت سے پچھلے گناہوں کی معافی کا ذکر ہے یہاں عام شخص کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب روزہ کی برکت سے گناہ معاف ہو گئے تو پھر تراویح اور لیلۃ القدر کے قیام سے کون سے گناہ ہیں جن کی معافی کا ذکر ہے۔ اِس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے

۹ بخاری جلد ۱ ص ۲۵۵' مسلم صلوٰۃ المسافرین جلد ۱ ص ۱۷۵' ابن ماجہ ص ۱۱۹' ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۰۱' نسائی جلد ۱ ص ۳۰۷' ترمذی جلد ۱ ص ۱۴۷' مشکوٰۃ ص ۱۷۳ حدیث نمبر ۱۹۵۸' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳۲-۲۴۱' ۳۲۳' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۳۰۶-۳۰۴' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۲' مشکل الآثار جلد ۲ ص ۱۲۱' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۴۴' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۹' فتح الباری جلد ۱ ص ۹۲' جلد ۴ ص ۱۱۵-۲۵۵' التاریخ الکبیر للبخاری جلد ۱ ص ۳۸۲' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۲۱۷' دُرِ منثور جلد ۱ ص ۱۸۰' حلیۃ الاولیاء جلد ۶ ص ۳۸۳' مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۸۸۔

روزے کی برکت سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور تراویح کی برکت سے مغرب تا عشاء سرزد ہونے والے گناہ بخشے جاتے ہیں اور لیلۃ القدر کی برکت سے درجات بلند ہوتے ہیں۔

روزے کا ثواب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضٰعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِىْ وَ اَنَا اَجْزِىْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِىْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَ فَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَآءِ رَبِّهٖ وَ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِّيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَّ اِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَآبَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّىْ اِمْرُؤٌ صَائِمٌ [1]

''ابنِ آدم کے ہر عمل کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جائے گا۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اِرشادِ مبارک فرماتا ہے' سوائے روزہ کے کہ روزہ تو میرا ہے۔ ☆ اور میں ہی اِس کا ثواب دوں گا۔ روزہ دار میرے لئے اپنی خواہشات اور کھانا پینا چھوڑتا ہے روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی اِفطار کے وقت' دوسری خوشی اپنے رَبّ سے ملاقات کے وقت۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ہاں مشک

[1] بخاری جلد ا ص ۲۵۵-۲۵۴' ابن ماجہ ص ۱۱۹' نسائی جلد ا ص ۳۰۸' (عن علی ابن ابی طالب' عن عبداللہ بن مسعودؓ عن ابوسعید' عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) ۵ سندیں' نسائی عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جلد ا ص ۳۱۱' مشکوٰۃ ص ۱۷۳ احدیث نمبر ۱۹۵۹' مسند احمد جلد ۲ ص ۴۴۳-۲۶۶' مسلم حدیث نمبر (۱۱۵۱-۱۶۴)' ترمذی حدیث نمبر ۷۱۴۔

کی خوشبو سے بہتر ہے اور روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو نہ بُری بات کہے اور نہ شور مچائے۔ اگر کوئی اُس سے (یعنی روزہ دار سے) گالی گلوچ کرے یا لڑائی جھگڑا کرے تو یہ (روزہ دار) کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں''۔ (اس سے معلوم ہوا ضرورت کے وقت اپنی چھپی عبادات کا ذکر کرسکتے ہیں)۔

☆ گو ساری عبادات اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہوتی ہیں مگر خصوصیت سے روزے کے متعلق فرمایا کہ ''یہ میرے لئے ہے''۔ بایں وجہ کہ دوسری عبادات میں ریا کاری ہوسکتی ہے مگر روزہ میں ریا کاری نہیں ہوسکتی۔ روزہ کی یہ بھی فضیلت ہے کہ تمام عبادات کا بدلہ جنت ہے اور روزہ کا بدلہ جنت والا ہے۔

اِس حدیث شریف میں روزہ دار کے منہ کی جس بُو کا ذکر ہے اُسے خلوف کہا گیا ہے۔ دانتوں کی بو مسواک اور منجن سے ختم ہوسکتی ہے۔ بیماری کی بُو دواؤں سے ختم ہوجاتی ہے مگر معدے سے اُٹھنے والی بو کھانے پینے سے دُور ہوتی ہے۔ روزہ دار کی بو مسواک سے ختم نہیں ہوتی۔

جھوٹی بات اور روزہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ [۱۱]

''جو (روزہ رکھنے کے بعد) جھوٹی باتیں اور بُرے کام نہ چھوڑے تو اللہ (ربُّ العزت) کو اُس کے کھانا پانی چھوڑنے کی پرواہ نہیں''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کَمْ مِّنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَهٗ مِنْ صِیَامِهٖ اِلَّا الظَّمَاُ وَکَمْ مِّنْ

---

۱۱ بخاری جلد ا ص ۲۵۵، ابن ماجہ ص ۱۲۲، ابوداؤد جلد ا ص ۳۲۹، ترمذی جلد ا ص ۱۵۰، فتح الباری جلد ۴ ص ۱۱۶-۱۰۴، مشکوٰۃ ص ۱۷۶، احدیث نمبر ۱۹۹۹، مرقاۃ جلد ۴ ص ۲۲۸، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۵۲۔

قَائِمٍ لَیْسَ لَهٗ مِنْ قِیَامِهٖ اِلَّا السَّهَرُ [۱۲]

"کئی روزے دار وہ ہیں جنہیں روزوں میں سوائے پیاس کے کچھ حاصل نہیں اور بہت سے شب خیز وہ ہیں جنہیں شب خیزی میں سوائے بے خوابی کے کچھ میسر نہیں"۔

یہ وہ لوگ ہیں جو روزے میں گالی گلوچ' غیبت' بہتان وغیرہ قسم کے گناہوں سے نہیں بچتے۔ یہ لوگ بھوک پیاس کی تکلیف تو اُٹھاتے ہیں مگر روزہ کا ثواب حاصل نہیں کرتے۔ یہاں پیاس کا اِس لئے ذکر کیا ہے کہ روزے میں بھوک کے مقابلے میں پیاس زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ اِس قسم کے روزے سے گو شرعی فرض اَدا ہو جاتا ہے مگر روحانیت اور درجات کی بلندی نصیب نہیں ہوتی۔

حدیث شریف میں شب خیزی کا بھی ذکر ہوا ہے۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ جو شخص رات کی عبادات حضورِ قلبی کے بغیر پڑھے' وہ جاگنے کی مشقت تو اُٹھاتا ہے مگر جاگنے کے مقصد کو نہیں پاتا۔ رات کو جاگے بھی اور خشوع و خضوع کے بغیر عبادت کی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ شیطان کے داؤ سے بچائے اور صحیح صحیح انداز اور آدابِ عبادت کا فہم نصیب فرمائے۔ (آمین!)

بھولے سے کھا پی لینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ نَسِیَ وَ هُوَ صَائِمٌ فَاَكَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْیُتِمَّ صَوْمَهٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَ سَقَاهُ [۱۳]

---

۱۲ مشکوٰۃ ص ۱۷۷ حدیث نمبر ۲۰۱۴' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۶۹۰' مرآۃ جلد ۳ ص ۱۶۷' دارمی جلد ۲ ص ۳۰۱' مسند احمد جلد ۲ ص ۴۴۱ - ۳۷۳ - ۳ ۔ ۱۳ بخاری جلد ۱ ص ۲۶۹' مسلم جلد ۱ ص ۳۶۴' مشکوٰۃ ص ۱۷۶' ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۳۳' ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۳' مسند احمد جلد ۲ ص ۴۲۵' نصب الرایہ جلد ۲ ص ۴۴۵' تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۹۵' حلیۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۲۷۹' جلد ۶ ص ۲۷۳' التاریخ الکبیر جلد ۱ ص ۹۱۔

’’جو بھولے سے بحالت روزہ کھا پی لے وہ اپنے روزے کو مکمل کرلے۔ کیونکہ اُسے اللہ (ربُّ العالمین) نے کھلایا پلایا‘‘۔

روزے کی حالت میں مسواک کرنا:

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ فرماتے ہیں:

رَأَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم مَالَا اُحْصِیْ یَتَسَوَّکُ وَھُوَ صَائِمٌ ۱۴؎

’’میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار مرتبہ روزے کی حالت میں مسواک کرتے ہوئے دیکھا‘‘۔

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راویت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ خَیْرِ خِصَالِ الصَّائِمِ السِّوَاکِ ۱۵؎

’’روزے دار کا بہترین مشغلہ مسواک ہے‘‘۔

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

اَتَسَوَّکُ وَاَنَا صَائِمٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ اَیُّ النَّھَارِ
اَتَسَوَّکُ قَالَ اَیُّ النَّھَارِ شِئْتَ ۱۶؎

’’کیا میں روزے میں مسواک کرسکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں! پوچھا‘ دن کے کس

۱۴؎ بخاری حدیث نمبر ۱۹۳۳‘ نصب الرایۃ جلد ۲ ص ۴۴۵‘ مسلم حدیث نمبر (۱۷۱۔۱۱۵۵)‘ تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۹۵‘ ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۴ حدیث نمبر ۷۲۱‘ کنز العمال حدیث نمبر ۲۳۸۱۴‘ مسند احمد جلد ۲ ص ۳۹۵۔۴۲۵‘ دارمی جلد ۲ ص ۱۳‘ ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۲۹‘ مشکوٰۃ ص ۱۷۶ حدیث نمبر ۲۰۰۳‘ مرآۃ جلد ۳ ص ۱۲۴۔ ۱۵؎ ابن ماجہ ص ۱۲۲۔ ۱۶؎ مرآۃ جلد ۳ ص ۱۶۵‘ مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۳۹‘ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۶۷۷۔

حصّہ میں؟ فرمایا ہر حصّہ میں''۔

اِسی حدیث شریف کی وجہ سے حضرت اِمام ابوحنیفہ اور حضرت اِمام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ روزے میں ہر وقت ہر قسم کی مسواک بلا کراہت جائز ہے۔ زوال سے پہلے کرے یا زوال کے بعد' تر مسواک کرے یا خشک بہر حال بلا کراہت دُرست ہے۔

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تبارک وتعالیٰ کو ایسے پیاری ہے جیسے غازی کے قدم کی گرد وغبار' اگر غازی اپنے قدموں پر ویسے ہی خاک ڈال لے تو ثواب ملتا نہیں اور اگر وہ قدموں کی دھول جھاڑ دے تو ثواب گھٹتا نہیں۔ ایسے ہی اگر روزہ دار بہ تکلف منہ میں بو پیدا کرلے تو ثواب ملتا نہیں اگر مسواک کرلے تو ثواب گھٹتا نہیں۔

رمضان المبارک کے ایک روزے کا مقام:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشادِ مبارک فرمایا:

مَنْ اَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ لَمْ يُجْزِهِ صِيَامُ الدَّهْرِ [ا]

''جو شخص ماہ رمضان المبارک میں بغیر شرعی عذر کے اور بغیر کسی بیماری کے ایک دن کا روزہ نہیں رکھتا وہ بعد میں ساری عمر روزے رکھے تو وہ درجہ نہ پائے گا جو رمضان المبارک میں رکھنے سے پاتا ہے''۔ (اگرچہ شرعاً ایک روزے سے اِس کی قضاء ادا کی جائے گی)

روزہ کا فوری وجوب معاف:

حضرت انس بن مالک کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول

[ا] ابن ماجہ ص ۱۲۱ حدیث نمبر ۱۶۷۲' ترمذی حدیث نمبر ۷۲۳' ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۳۳۔

اللہ ﷺ نے ارشادِ مبارک فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلٰوۃِ وَالصَّوْمِ عَنِ الْمُسَافِرِ وَعَنِ الْمُرْضِعِ وَالْحُبْلٰی ۱۸؎

اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے مسافر کو (چار فرضوں والی نماز یعنی ظہر، عصر اور عشاء) آدھی (یعنی دو فرض) فرما دی اور روزہ مسافر، دُودھ پلانے والی اور حاملہ (خاتون سے) یعنی اِن تین اَفراد سے روزہ کا فوری وجوب معاف ہو چکا ہے اگر چاہیں تو قضاء کر دیں۔ حاملہ اور دُودھ پلانے والی خاتون فدیہ نہیں دے سکتی۔ اِس پر روزے کی اَدائیگی ہی واجب ہے۔

عورتوں کے لئے روزہ کی قضاء ہے نماز کی نہیں:

حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

اَنَّھَا قَالَتْ لِعَائِشَۃَ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِی الصَّوْمَ وَلَا یَقْضِی الصَّلٰوۃَ قَالَتْ عَائِشَۃُ کَانَ یُصِیْبُنَا ذٰلِکَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوۃِ ۱۹؎

اُنہوں نے اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ حیض والی عورت کا کیا حال ہے؟ فرمایا: وہ روزہ کی قضاء کرتی ہے اور نماز کی قضاء نہیں کرتی۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں کہ یہ عارضہ ہم کو آتا تھا تو ہم کو روزہ کی قضاء کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔"

۱۸؎ ابوداؤد جلد ا ص ۳۳۴، ابن ماجہ ص ۱۲۱، نسائی جلد ا ص ۳۱۸-۳۱۶، ترمذی جلد ا ص ۱۵۲، مشکوٰۃ ص ۱۷۸ احدیث نمبر ۲۰۲۵، مسند احمد جلد ۴ ص ۳۴۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۳۱، مرقاۃ جلد ۴ ص ۲۵۴_ ۱۹؎ مشکوٰۃ ص ۱۷۸ احدیث نمبر ۲۰۳۲، مرقاۃ جلد ۴ ص ۲۶۱، مسلم حدیث نمبر (۶۹_ ۳۳۵)۔

سبحان اللہ! کیسا ایمان افروز جواب ہے۔ روزے کی قضاء میں دشواری نہیں کہ سال میں مختلف عورتوں کے لئے تین سے لے کر دس دن کے ایامِ حیض کے روزے قضاء ہوتے ہیں۔ اور سال میں تین سے دس ایام تک کے روزے قضاء کرنے پڑتے ہیں جبکہ قضائے نماز میں کثرت ہے کہ ہر مہینہ میں پندرہ سے لے کر پچاس نمازوں تک قضاء کرنا پڑتیں۔ اِس میں بہت دشواری ہوتی اس لئے رَحمت فرماتے ہوئے عورتوں کو دشواری سے بچاتے ہوئے نمازوں کی قضاء سے برَی فرمایا اور روزوں کی قضاء کا حکم فرمایا۔

سَحری:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادِ پاک فرمایا:

تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَکَۃً [۲۰]

''سَحری کھاؤ کہ سَحری کھانے میں برکت ہے''۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشادِ عظیم فرمایا:

فَصْلُ مَا بَیْنَ صِیَامِنَا وَصِیَامِ اَھْلِ الْکِتٰبِ اَکْلَۃُ السَّحَرِ [۲۱]

---

[۲۰] بخاری جلد۱ ص ۲۵۷، مسلم جلد۱ ص ۳۵۰، ابن ماجہ ص ۱۲۲، نسائی جلد۱ ص ۳۰۳، ترمذی جلد۱ ص ۱۵۰، مشکوٰۃ ص ۱۷۵، مجمع الزوائد جلد۳ ص ۱۵۱، مسند احمد جلد۲ ص ۴۷۷، جلد۳ ص ۲۴۳-۲۲۹-۲۱۵-۲۸۱-۲۵۸-۹۹-۳۲، سنن داری جلد۲ ص ۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۲۳۶، تلخیص الحبیر جلد۲ ص ۱۹۹، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۳ ص ۸، نصب الرایہ جلد۲ ص ۴۷۰، مصنف عبدالرزاق ص ۷۵۹۸-۷۶۰۱، شرح السنۃ جلد۶ ص ۲۵۱، فتح الباری جلد۴ ص ۱۳۹، تفسیر ابن کثیر جلد۱ ص ۳۲۰، المعجم الصغیر للطبرانی جلد۱ ص ۲۹۰، الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۱۳۷۔

[۲۱] مسلم جلد۱ ص ۳۵۰، نسائی جلد۱ ص ۳۰۵، ترمذی جلد۱ ص ۱۵۰، مشکوٰۃ ص ۱۷۵، الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۱۳۷، دُرِ منثور جلد۱ ص ۱۹۸، مشکل الآثار جلد۱ ص ۱۹۹، سنن داری جلد۲ ص ۶۔

"ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزوں میں فرق سحری کھانا ہے"۔ (کیونکہ اُن کے ہاں رات کو سونے کے بعد کھانا حرام ہو جاتا ہے۔)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں

دَعَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَی السَّحُوْرِ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَ هَلُمَّ اِلَی الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ فَاِنَّ فِی السُّحُوْرِ بَرَكَةً [۲۲]

"رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سحری کے لئے پکارا تو فرمایا: برکت والے ناشتے کے لئے آؤ کیونکہ سحری میں برکت ہے"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نِعْمَ سَحُوْرُ الْمُؤْمِنِ التَّمْرُ [۲۳]

"مومن کی اچھی سحری چھوہارے ہیں"۔

اِفطاری:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادِ عظیم فرمایا کہ

لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ [۲۴]

"لوگ بھلائی میں رہیں گے جب تک اِفطاری جلدی کرتے رہیں گے"۔ ☆

☆ جلدی سے مراد نمازِ مغرب سے پہلے افطاری کرنا یا سورج کے غروب کا یقین ہو جانے پر اِفطاری کرنا۔

---

۲۲ مشکوٰۃ ص ۱۷۶ حدیث نمبر ۱۹۹۷، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۳۴۴، نسائی حدیث نمبر ۲۱۶۳، مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۲۷۔ ۲۳ ابوداؤد حدیث نمبر ۲۳۴۵، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۹۹۸، مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۲۸۔

۲۴ مسلم حدیث نمبر (۴۸۔۱۰۹۸)، بخاری حدیث نمبر ۱۹۵۷، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۹۸۴، مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۱۷، ترمذی حدیث نمبر ۶۹۹، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۶۹۷، مسند احمد جلد ۵ ص ۳۳۹۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اَقْبَلَ اللَّیْلُ مِنْ ھٰهُنَا وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ ھٰهُنَا وَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ ۲۵

"جب رات اِدھر سے آجائے اور دن اُدھر چلا جائے اور سورج ڈوب جائے تو روزہ دار اِفطار کرلے"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راویت ہے، فرماتے ہیں کہ پیارے نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِرشاد فرمایا: "اللہ (عزوجل) اِرشاد فرماتا ہے کہ

اَحَبُّ عِبَادِیْ اِلَیَّ اَعْجَلُهُمْ فِطْرًا ۲۶

"مجھے وہ بندہ بہت پیارا ہے جو اِفطار میں جلدی کرے"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشادِ مبارک فرمایا کہ

لَا یَزَالُ الدِّیْنُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِاَنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی یُؤَخِّرُوْنَ ۲۷

"دین غالب رہے گا جب تک لوگ جلد اِفطاری کرتے رہیں گے۔ کیونکہ

---

۲۵ مسلم جلد۱ ص۳۵۱، بخاری جلد۱ ص۲۶۳، مشکوٰۃ ص۱۷۵ حدیث نمبر۱۹۸۵، ابن ماجہ ص۱۲۳، ترمذی جلد۱ ص۱۵۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص۲۳۷، مسند الشافعی ص۱۰۴، مسند احمد جلد۵ ص۳۳۹-۳۳۷-۳۳۴-۱۳۱، شرح السنۃ جلد۶ ص۲۵۴، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۳ ص۱۲، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۶ ص۲۳۵-۲۳۰-۶۷۰، دُرِ منثور جلد۱ ص۲۰۰، فتح الباری جلد۴ ص۱۹۹-۱۹۸، الترغیب والترہیب جلد۲ ص۱۳۹۔ ۲۶ مشکوٰۃ ص۱۷۵، ترمذی حدیث نمبر۷۰۰، مسند احمد جلد۲ ص۳۲۹، مرقاۃ جلد۴ ص۳۲۲۔ ۲۷ ابوداؤد جلد۱ ص۳۲۹، ابن ماجہ ص۱۲۳، مشکوٰۃ ص۱۷۶ حدیث نمبر۱۹۹۵، مسند احمد جلد۲ ص۴۵۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص۲۳۷، مستدرک حاکم جلد۱ ص۴۳۱، الترغیب والترہیب جلد۲ ص۱۴۰، مسند احمد جلد۲ ص۴۵۰، مرقاۃ جلد۴ ص۳۲۶۔

یہودی اور عیسائی دیر سے اِفطار کرتے ہیں“۔

اَیُّکُمْ مِثْلِیْ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے میں وصال سے منع فرمایا ہے، (بغیر اِفطار کیے اور بغیر کچھ کھائے پیے دوسرا روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔) تو کسی شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو وصال کرتے ہیں۔ فرمایا: اَیُّکُمْ مِثْلِیْ ”تم میں مجھ جیسا کون ہے؟“ (یعنی تم میں مجھ جیسا کوئی نہیں) ”میں تو اِس طرح رات گزارتا ہوں کہ میرا پروردگار (حقیقی) مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔“ [۲۸]

مسلم شریف میں وصال کی ممانعت کے باب میں سات احادیثِ مبارکہ باختلاف اَلفاظ آتی ہیں۔ دو احادیثِ مبارکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہیں جن میں سے ایک میں فرمایا: لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ [۲۹] ”میں تمہاری طرح نہیں ہوں“۔ دوسری حدیثِ پاک کے اَلفاظ میں لَسْتُ مِثْلَکُمْ ”میں تمہاری مثل نہیں ہوں“ دو احادیثِ مبارکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ ایک میں اَیُّکُمْ مِثْلِیْ کے اَلفاظ ہیں اور دوسری میں اِنَّکُمْ لَسْتُمْ فِیْ ذٰلِکَ مِثْلِیْ ہے۔ [۳۰] ”یعنی تم میرے برابر میرے مثل نہیں ہو۔“ دو احادیثِ مبارکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں، اُن میں یہ اَلفاظ ہیں: اِنَّکُمْ لَسْتُمْ مِثْلِیْ اور اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَکُمْ۔ [۳۱] ایک حدیث شریف اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے جس کے اَلفاظ میں اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ ہے۔ [۳۲] لَسْتُمْ مِثْلِیْ [۳۳] لَسْتُ مِثْلَکُمْ [۳۴] لَسْتُ

---

[۲۸] بخاری جلد ۱ ص ۲۶۳، مسلم جلد ۱ ص ۳۵۱، مشکوٰۃ ص ۱۷۵۔ [۲۹] مسلم جلد ۱ ص ۳۵۱۔ [۳۰] مسلم جلد ۱ ص ۳۵۱۔ [۳۱] مسلم جلد ۱ ص ۳۵۲۔ [۳۲] مسلم جلد ۱ ص ۳۵۲، مسند احمد جلد ۲ ص ۵۱۶۔
[۳۳] دُرِ منثور جلد ۱ ص ۲۰۰، قرطبی جلد ۲ ص ۳۳۰۔ [۳۴] ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۲۔

کَھَیْئَتِکُمْ ۔ بخاری شریف باب الوصال میں ۶ احادیثِ مبارکہ ہیں جن میں ایک کے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ ایک کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما' دو کے راوی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ایک کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

اِن احادیثِ مبارکہ میں بالترتیب یہ الفاظ اِرشاد فرمائے ہیں۔

لَسْتُ کَاَحَدٍمِّنْکُمْ، لَسْتُ مِثْلَکُمْ، لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ اور اَیُّکُمْ مِثْلِیْ.

یہ ساری باتیں صاحبِ ایمان لوگوں سے فرمائی گئی ہیں اور کوئی بھی صاحبِ ایمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا نہیں کہتا۔

کس نعمتِ خداوندی سے روزہ اِفطار کیا جائے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم

یُفْطِرُ قَبْلَ اَنْ یُّصَلِّیَ عَلٰی رُطَبَاتٍ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ رُطَبَاتٍ فَتُمَیْرَاتٍ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تُمَیْرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَّآءٍ ۳۵

''نماز (مغرب) سے قبل چند (طاق) کھجوروں سے روزہ اِفطار فرماتے تھے۔ اگر تر کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک چھواروں سے اور اگر خشک چھوارے بھی نہ ہوتے تو پھر روزہ اِفطار فرمانے کے لئے پانی کے چند گھونٹ نوش فرمالیتے''۔

ترمذی شریف میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی روزہ اِفطار کرے تو چھوہارے سے اِفطار کرے کہ فَاِنَّہٗ بَرَکَۃٌ ''پس یہ برکت ہے''۔

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ

---

۳۵ ترمذی جلد ا ص ۱۵۰' ابوداؤد جلد ا ص ۳۲۸' مشکوٰۃ ص ۱۷۵ حدیث نمبر ۱۹۹۱' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۶۴' مرقاۃ جلد ۴ ص ۴۲۲۔

ﷺ نے فرمایا:

اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُکُمْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی تَمْرٍ فَاِنَّهٗ بَرَکَةٌ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی مَاءٍ فَاِنَّهٗ طُهُوْرٌ ۳۶

”جب تم میں سے کوئی روزہ اِفطار کرنے لگے تو چھوہارے سے اِفطار کرے کہ یہ برکت ہے پھر اگر چھوہارا نہ پائے تو پانی سے اِفطار کرے کہ یہ پاک کرنے والا ہے“۔

محولہ بالا اَحادیثِ مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ اِفطاری میں جن چیزوں کو پسند فرماتے یا ترجیح دیتے وہ درج ذیل ہیں:

(۱) کھجور (۲) چھوہارہ (۳) پانی اور (۴) دُودھ۔

ہمیں بھی اِفطاری میں اِنہی چیزوں کو ترجیح دینی چاہیے۔ اِفطاری انہی میں سے کسی ایک کے ساتھ کی جائے بعد میں جو دل پسند پاکیزہ حلال چیزیں ہوں مناسب اَندازہ میں کھا سکتے ہیں۔

اِفطاری کرانے کا ثواب اور غریب:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو کوئی ماہِ رمضان المبارک میں کسی (مومن) کا روزہ اِفطار کرائے گا۔ اِفطاری کرانے والے کے گناہوں کی بخشش ہوگی۔ اُس کی گردن کو جہنم کی آگ سے آزادی حاصل ہوگی۔ اور اُسے بھی اُتنا ہی ثواب ملے گا جتنا روزے دار کو بغیر کسی قسم کی ثواب کی کمی کے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہم میں سے ہر ایک کو اِستطاعت نہیں کہ (اپنے دوسرے دینی بھائیوں کی) اِفطاری کرا سکے تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ربُّ العزّت یہ ثواب اُس کو بھی عطا فرمائے گا جو ایک گھونٹ دُودھ یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی پلا کر اِفطاری کرائے گا۔

---

۳۶ مشکوٰۃ ص ۱۷۵ حدیث نمبر ۱۹۹۰، مرآۃ جلد ۳ ص ۱۵۴، مسند احمد جلد ۴ ص ۱۷، ترمذی حدیث نمبر ۶۵۸، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۶۹۹، دارمی جلد ۲ ص ۷، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۳۵۵، مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۲۳۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشادِ پاک فرمایا: جو کوئی روزہ دار کو خوب سیر کرے (پیٹ بھر کر کھانا کھلائے) گا اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ) اُس کو میرے حوض کوثر سے پانی پلائے گا کہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے۔ ۳۷

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا اَوْ جَهَّزَ غَازِيًا فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ ۳۸

"جو روزے دار کو اِفطار کرائے یا غازی کو سامان دے تو اُسے بھی اُنہی کی طرح ثواب ہے"۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم

اِذَا اَفْطَرَ قَالَ ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَ ثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ ۳۹

"جب روزہ اِفطار فرماتے تو فرماتے، "پیاس چلی گئی اور رگیں تر ہو گئیں اور انشاءاللہ ثواب ثابت ہو گیا"۔

اِفطاری کے وقت کی دُعا:

حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ اِفطار فرماتے تو یہ کلمات فرماتے:

---

۳۷ الجامع لشعب الایمان للبیہقی جلد ۷ ص ۲۱۶، مشکوٰۃ ص ۱۷۴ – ۳۸ مشکوٰۃ ص ۱۷۵ احدیث نمبر ۱۹۹۲، مرآۃ جلد ۳ ص ۱۵۶، مسند احمد جلد ۴ ص ۱۱۴، مرقاۃ جلد ۴ ص ۲۲۵ – ۳۹ مشکوٰۃ ص ۱۷۵ حدیث نمبر ۱۹۹۳، مرآۃ جلد ۳ ص ۱۵۶، ابوداؤد ۲۳۵۷، مرقاۃ جلد ۴ ص ۲۲۵۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ ۴۰

''اے میرے اللہ (تبارک وتعالیٰ) میں نے تیرے لئے
روزہ رکھا اور میں نے تیرے رزق پر افطار کیا''۔

مسافر کی ہمت:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:-

اِنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اَجِدُ بِىْ قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِى السَّفَرِ فَهَلْ عَلَىَّ جُنَاحٌ قَالَ هِىَ رُخْصَةٌ مِّنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَمَنْ اَخَذَ بِهَا فَحَسَنٌ وَّمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّصُوْمَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ ۴۱

''میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں سفر کی حالت میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں تو کیا (سفر کی حالت میں روزہ رکھنا) مجھ پر گناہ ہے؟ (پیارے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے) فرمایا: یہ اللہ عزوجل کی طرف سے رخصت ہے جو اِس رخصت کو حاصل کرے تو اچھا ہے اور جو روزہ رکھنا پسند کرے اُس پر کوئی گناہ نہیں''۔

سفر میں روزہ اور پریشانی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

۴۰ ابوداؤد جلد اص ۳۲۹، مشکوٰۃ ص ۱۷۵، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ص ۲۳۹، کتاب الاذکار ص ۱۷۳-۱۷۴، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۲۶۵، تلخیص الحبیر جلد ۳ ص ۲۰۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۱۰۰، عمل الیوم واللیلۃ ص ۴۷۳، سنن دار قطنی جلد ۲ ص ۱۸۵۔ ۴۱ بخاری جلد اص ۲۶۰، مسلم جلد اص ۳۵۷، ابن ماجہ ص ۱۲۱، ابوداؤد جلد اص ۳۳۳، نسائی جلد اص ۳۱۷، ترمذی جلد اص ۱۵۲، مشکوٰۃ ص ۱۷۸، احادیث نمبر ۲۰۲۹، مرقاۃ جلد ۴ ص ۲۵۸۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی سَفَرٍ فَرَأٰی زِحَامًا وَّ رَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَیْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا صَائِمٌ فَقَالَ لَیْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِی السَّفَرِ ۴۲

''رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے تو لوگوں کی بھیڑ دیکھی اور ایک شخص کو ملاحظہ فرمایا جس پر سایہ کیا گیا تھا۔ سرکار مدینہ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: یہ ایک روزہ دار ہے۔ فرمایا: سفر میں یوں روزہ رکھنا بھلائی نہیں''۔ (جبکہ دوسرے ساتھیوں کو پریشان کیا جائے)۔

اگر یہ صاحب روزہ نہ رکھتے تو خود نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خدمت کرتے۔ اب روزہ رکھ کر خود جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خدمت کروا رہے تھے۔

سفر میں بے روزہ کے لئے ثواب:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِی السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فِیْ یَوْمٍ حَارٍّ فَسَقَطَ الصَّوَّامُوْنَ وَقَامَ الْمُفْطِرُوْنَ فَضَرَبُوا الْاَبْنِیَةَ وَسَقَوا الرِّكَابَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْیَوْمَ ۴۳

''ایک سفر میں ہم نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم میں سے

---

۴۲ بخاری جلد ۱ ص ۲۶۱' مسلم جلد ۱ ص ۳۵۶' ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۳۴' نسائی جلد ۱ ص ۳۱۵-۳۱۴' مشکوٰۃ ص ۱۷۷' حدیث نمبر ۲۰۲۱' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۶۶۴' مسند احمد جلد ۳ ص ۲۹۹' مرقاۃ جلد ۴ ص ۴۵۱۔ ۴۳ بخاری حدیث نمبر ۲۸۹۰' مرقاۃ جلد ۴ ص ۴۵۲' مسلم جلد ۱ ص ۳۵۶' مشکوٰۃ ص ۱۷۷ حدیث نمبر ۲۰۲۲' نسائی جلد ۱ ص ۳۱۶۔

بعض نے روزہ رکھا ہوا تھا اور بعض نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا۔ ہم گرم دن میں ایک منزل پر اُترے۔ روزہ دار (پڑاؤ ڈالتے ہی) گر گئے اور بے روزہ کھڑے رہے۔ انہوں نے خیمے لگائے اور اُونٹوں کو پانی پلایا۔ حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: آج کا ثواب بے روزہ لے گئے"۔

جہاد کے دن روزہ یا رخصت:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِستٍ عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ اَفْطَرَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ [۴۴]

ہم نے رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کے ساتھ مل کر (آپ ﷺ کے زیر سایہ) جہاد کیا جبکہ ماہ رمضان المبارک کے سولہ دن گزر چکے تھے تو ہم میں سے بعض نے روزہ رکھا اور بعض وہ تھے جنہوں نے اِفطار کیا تو نہ روزہ داروں نے بے روزہ داروں کو عیب لگایا اور نہ بے روزہ داروں نے روزہ داروں کو عیب لگایا"۔

ہو سکتا ہے اِس غزوہ میں حالات معمول پر ہوں ورنہ بحالت جنگ روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔

مسافر روزہ رکھے:

حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشادِ مبارک فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهُ حَمُوْلَةٌ تَاوِىْ اِلٰى شِبَعٍ فَلْيَصُمْ رَمَضَانَ

---

۴۴ بخاری حدیث نمبر ۱۹۴۷' ابوداؤد حدیث نمبر ۲۴۰۵' ترمذی حدیث نمبر ۷۱۲' مرقاۃ جلد ۴ ص ۴۵۰' مسلم جلد ۱ ص ۳۵۶' مشکوٰۃ ص ۱۷۷ حدیث نمبر ۲۰۲۰' مرآۃ جلد ۳ ص ۱۷۰۔

حَیۡثُ اَدۡرَکَهٗ [۴۵]

”جس کے پاس سواری ہو اور وہ سواری اُسے اِس حالت میں منزل مقصود پر پہنچائے کہ اُس کا پیٹ بھرا رہے تو وہ رمضان المبارک کے روزے رکھے جہاں پائے“۔

(مثلاً کوئی آدمی لاہور سے کراچی بذریعہ ہوائی جہاز جاتا ہے اِس سفر میں مسافر کو کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں اِس مسافر کو روزہ نہیں چھوڑنا چاہیے)۔

بعض روزہ رکھنے والے گنہگار ہیں:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں:

خَرَجَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الۡفَتۡحِ اِلٰی مَکَّةَ فِیۡ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰے بَلَغَ کُرَاعُ الۡغَمِیۡمِ فَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِّنۡ مَّآءٍ فَرَفَعَهٗ حَتّٰی نَظَرَ النَّاسُ اِلَیۡهِ ثُمَّ شَرِبَ فَقِیۡلَ لَهٗ بَعۡدَ ذٰلِکَ اَنَّ بَعۡضَ النَّاسِ قَدۡ صَامَ فَقَالَ اُولٰٓئِکَ الۡعُصَاةُ اُولٰٓئِکَ الۡعُصَاةُ [۴۶]

”حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ فتح مکہ کے سال رمضان المبارک میں مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تو روزے رکھتے رہے حتیٰ کہ کُرَاعُ الۡغَمِیۡمِ پہنچ گئے۔ لوگ بھی روزہ دار رہے۔ (کُرَاعُ الۡغَمِیۡمِ میں آپ ﷺ نے روزہ اِفطار کیا) پھر آپ ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوایا، اُسے اُٹھایا حتیٰ کہ آپ ﷺ کو لوگوں نے دیکھا پھر پانی پیا۔ اِس کے بعد رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ سے عرض کیا گیا کہ بعض لوگوں نے روزہ رکھ لیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ گنہگار ہیں، یہ لوگ گنہگار ہیں۔ آپ ﷺ نے کُرَاعُ الۡغَمِیۡمِ پہنچنے تک روزے رکھے اور پھر

---

[۴۵] ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۳۵ حدیث نمبر ۲۴۱۰، مرقاۃ جلد ۴ ص ۲۵۵، مشکوٰۃ ص ۱۷۸ حدیث نمبر ۲۰۲۶۔
[۴۶] مسلم حدیث نمبر (۹۰-۱۱۱۴)، ترمذی حدیث نمبر ۷۱۰، نسائی حدیث نمبر ۲۲۶۳، مشکوٰۃ ص ۱۷۸۔

اپنے عمل مبارک سے فرمایا: آج سے اِفطار ہے"۔

یہ مطلب نہیں کہ آپ نے روزہ رکھ کر توڑ دیا تھا۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے عمل پر عمل کر کے روزہ نہ رکھا اور بعض نے اِس لئے رکھ لیا کہ سفر میں روزہ رکھنا جائز ہے۔ وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ اَب سفر میں روزہ نہ رکھنا سُنّتِ مبارکہ اور روزہ رکھنا خلاف سُنّتِ مبارکہ ہے۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اجتہادی غلط فہمی تھی، لیکن آپ ﷺ نے دوبار روزہ داروں کو گنہگار فرمایا، بایں وجہ

(۱) آپ ﷺ کی موجودگی میں اُنہیں اجتہاد نہیں کرنا چاہیے تھا بلکہ براہِ راست رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے مسئلہ پوچھنا چاہیے تھا۔ اِجتہاد حدیث شریف نہ ملنے پر ہوتا ہے۔ یہاں تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ خود جلوہ افروز ہیں۔

(۲) مزید براں یہ کہ (آج سے یعنی) اِس دن سے روزہ نہ رکھنا رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی سُنّتِ مبارکہ ہو چکا تھا۔ اور روزہ رکھنا خلاف سُنّتِ مبارکہ تھا۔ اِس لئے آپ ﷺ نے گنہگار فرمایا۔ جو عبادت رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِتباع سے نہ ہو وہ عبادت، عبادت نہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَائِمُ رَمَضَانَ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِي الْحَضَرِ [۴۷]

"رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے فرمایا: سفر میں رمضان (المبارک) کے روزے رکھنے والا ایسا ہے جیسے گھر میں اِفطار کرنے والا"۔

سفر میں روزہ رکھنے کی اِجازت:

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، اُنہوں نے

---

۴۷ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۰۲۸، مرقاۃ جلد ۴ ص ۴۵۷، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۶۶۶، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۳۴۔

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا:

اِنَّہُ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَجِدُ بِیْ قُوَّۃً عَلَی الصِّیَامِ فِی السَّفَرِ فَھَلْ عَلَیَّ جُنَاحٌ قَالَ ھِیَ رُخْصَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَمَنْ اَخَذَ بِھَا فَحَسَنٌ وَّمَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّصُوْمَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ [۴۸]

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں اپنے اندر سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں تو کیا مجھ پر گناہ ہے تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: وہ تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی طرف سے رخصت ہے جو اسے قبول کرے تو اچھا ہے اور جو روزہ رکھنا پسند کرے تو اُس پر گناہ نہیں''۔

یہ حدیث شریف گذشتہ حدیث شریف کی تشریح ہے کہ سفر میں روزہ رکھنے کی بھی اجازت ہے اور نہ رکھنے کی بھی۔ گرمیوں کے موسم میں روزے آئیں اور سفر بھی دشوار گزار ہو تو روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ سردیوں کے موسم میں روزے آئیں اور سفر دشوار گزار نہ ہو سواری بھی ہوائی جہاز یا آرام دہ گاڑی ہو تو روزہ رکھنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں اِرشاد باری تعالیٰ ہے: (ترجمہ:) ''اگر تم میں سے جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو' جو روزے بیماری اور سفر میں رہ جائیں وہ بعد کے دنوں میں پورے کرلئے جائیں...... اور روزہ رکھنا تمہارے لئے بھلا ہے اگر تم جانو''۔ (البقرہ:۱۸۴)

روزے کی حالت میں ٹھنڈک کے لئے سر پر پانی ڈالنا:

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے فرماتے ہیں:

لَقَدْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ بِالْعَرْجِ یَصُبُّ عَلٰی رَأْسِہِ الْمَآءَ

[۴۸] مشکوٰۃ ص ۱۷۸ حدیث نمبر ۲۰۲۹' مسلم حدیث نمبر (۱۰۷۔۱۱۲۱)' نسائی حدیث نمبر ۲۳۰۳' مرقاۃ جلد ۴ ص ۴۵۸۔

وَهُوَ صَائِمٌ مِنَ الْعَطْشِ او مِنَ الْحَرِّ ۴۹؎

''ہم نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا جبکہ آپ ﷺ مقام ''عرج'' میں جلوہ اَفروز تھے۔ (عرج مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک منزل ہے جو مدینہ منورہ میں ایک محلّہ بھی تھا) آپ ﷺ بحالتِ روزہ پیاس یا گرمی کی وجہ سے سر مبارک پر پانی ڈال رہے تھے۔

یعنی آپ ﷺ غسل نہیں فرمارہے تھے بلکہ ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے صرف سر مبارک پر پانی بہارہے تھے۔ اِس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ:

مسامات کے ذریعے جو پانی وغیرہ جسم میں پہنچ جائے وہ روزہ کے لئے مضر نہیں۔ لہٰذا روزہ دار کا نہانا' پانی میں غوطہ لگانا' سر یا جسم پر تیل کی مالش کرنا' بھیگا کپڑا جسم پر لپیٹنا روزے کے لئے مضر نہیں ہے۔ روزے میں سر پر پانی ڈالنا یا زیادہ نہانا مکروہ نہیں۔

کلی کا پانی اُگل دینا اور تھوک:

حضرت عطا علیہ الرحمہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

اِنْ مَضْمَضَ ثُمَّ اَفْرَغَ مَا فِيْ فِيْهِ مِنَ الْمَآءِ لَا يُضِيْرُهُ اَنْ يَّزْدَرِدَ رِيْقَهٗ وَمَا بَقِيَ فِيْ فِيْهِ وَلَا يَمْضَغُ الْعِلْكَ فَاِنْ اِزْدَرِدَ رِيْقَ الْعِلْكِ لَا اَقُوْلُ اِنَّهٗ يُفْطِرُ وَلٰكِنْ يُنْهٰى ۵۰؎

اگر (کوئی روزے دار) کلی کرے پھر منہ کا پانی اُگل دے تو اُس تھوک کا اور جو پانی کا اثر اُس کے منہ میں رہ گیا ہے اُسے نگل جانا مُضر نہیں۔

مطلب یہ کہ روزہ دار اگر کلی کرتا ہے پانی کی ٹھنڈک اور تری کا اَثر منہ میں رہتا ہے اِس صورت میں منہ میں تھوک آئے اور اُسے نگل لیا جائے تو روزے کے

۴۹؎ مشکوٰۃ ص ۱۷۷ حدیث نمبر ۲۰۱۱' ابوداؤد حدیث نمبر ۲۳۶۵' مسند احمد جلد ۳ ص ۴۷۵' مرقاۃ جلد ۴ ص ۲۴۱' مرآۃ جلد ۳ ص ۱۶۵۔ ۵۰؎ مشکوٰۃ ص ۱۷۷ حدیث نمبر ۲۰۱۸' مرقاۃ جلد ۴ ص ۲۴۵' مرآۃ جلد ۳ ص ۱۶۹۔

لیے مضر نہیں۔ پانی کے اثر سے بچنا مشکل ہے' نماز کے وقت وضو بھی کیا جاتا ہے۔

قے اور روزہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ ذَرَعَهُ الْقَیْءُ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَمَنْ اِسْتَقَاءَ عَمَدًا فَلْيَقْضِ [۵۱]

''جسے روزہ کی حالت میں قے آجائے اُس پر قضا نہیں اور جو جان بوجھ کر قے کرے وہ روزہ کی قضاء دے''۔

(یعنی وہ روزہ جس میں قے کی ہے' دوبارہ رکھے)۔

اِسی پر چاروں آئمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا عمل ہے کہ اگر کوئی شخص روزہ یاد ہوتے ہوئے قے کرے تو روزہ جاتا رہے گا کیونکہ قے کا کچھ غیر محسوس حصہ حلق میں واپس لوٹ جاتا ہے جس کا اِحساس نہیں ہوتا۔ حضرت اِمام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے عمداً منہ بھر کے قے ہونے کی پابندی لگائی ہے مگر قے کر دینے سے صرف قضاء واجب ہو گی کفارہ نہ ہوگا۔

روزے کی حالت میں سرمہ لگانا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِشْتَكَيْتُ عَيْنِيَّ اَفَاَكْتَحِلُ وَاَنَا صَائِمٌ قَالَ نَعَمْ [۵۲]

---

[۵۱] مشکوٰۃ ص ۱۷۶ حدیث نمبر ۲۰۰۷' مرآۃ جلد ۳ ص ۱۶۳' مسند احمد جلد ۲ ص ۴۹۸' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ ص ۲۱۹' ابوداؤد حدیث نمبر ۲۳۸۰' ترمذی حدیث نمبر ۷۲۰' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۶۷۶' مسند احمد جلد ۲ ص ۴۹۸۔ [۵۲] مشکوٰۃ ص ۱۷۶ حدیث نمبر ۲۰۱۰' ابوداؤد حدیث نمبر ۲۳۷۸' مسند احمد جلد ۳ ص ۴۷۵' مرقاۃ جلد ۴ ص ۴۴۱۔

''ایک شخص نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی بارگاہِ (بے کس پناہ) میں حاضر ہوا عرض کیا: میں آنکھوں کا بیمار ہوں کیا بحالت روزہ سرمہ لگا سکتا ہوں؟ فرمایا ہاں!''

روزہ دار کا سرمہ لگانا' آنکھ میں خشک یا پتلی اگرچہ چکنی ہو دوا ڈالنا ہر وقت جائز ہے یعنی سونے سے پہلے بھی اور بعد بھی اگر دوا کا رنگ یا مزا حلق میں محسوس ہو جب بھی مضر نہیں۔

روزہ توڑنے والے کا واقعہ اور اختیارِ نبی کریم ﷺ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَالنَّبِيِّ ﷺ اِذَا جَآءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ مَالَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰى اِمْرَأَتِىْ وَاَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ اِجْلِسْ وَ مَكَثَ النَّبِيُّ ﷺ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ اُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ وَ الْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ قَالَ اَنَا قَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ الرَّجُلُ اَعَلٰى اَفْقَرَ مِنِّىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يُرِيْدُ الْحَرَّتَيْنِ اَهْلُ بَيْتٍ اَفْقَرُ مِنْ اَهْلِ بَيْتِىْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ اَنْيَابُهٗ ثُمَّ قَالَ اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ ۵۳

۵۳ ابوداؤد جلد ا ص ۳۳۲' ابن ماجہ ص ۱۲۱' دار قطنی جلد ۲ ص ۲۰۸' مشکوٰۃ ص ۱۷۶ حدیث نمبر ۲۰۰۴' بخاری حدیث نمبر ۱۹۳۶' مسلم حدیث نمبر (۸۱-۱۱۱۱)' ترمذی حدیث نمبر ۷۲۴' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۴۱' مرقاۃ جلد ۴ ص ۴۳۳۔

''ہم بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھے، ایک شخص حاضر ہوا عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں ہلاک ہوگیا ہوں۔ فرمایا تجھے کیا ہوا ہے؟ عرض کیا میں نے بحالت روزہ اپنی بیوی سے صحبت کرلی ہے تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: کیا (تیرے پاس) غلام ہے جسے آزاد کردے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا: کیا مسلسل دو ماہ کے روزے رکھ سکتا ہے؟ عرض کیا نہیں۔ پھر فرمایا کیا تیرے پاس ساٹھ مسکینوں کے لئے کھانا ہے؟ اُس نے عرض کیا، نہیں۔ فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت میں ایک زنبیل (سمجھ لیں ایک ٹوکرا یا ٹوکری) لائی گئی جس میں کھجوریں تھیں۔ عرق بڑی زنبیل کو کہتے ہیں۔ فرمایا: مسئلہ پوچھنے والا کہاں ہے؟ عرض کیا حاضر ہوں یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)، فرمایا: لے جا اور صدقہ کر دے۔ اُس نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں؟ اللہ کی قسم مدینہ منورہ کے دو گوشوں یعنی سنگلاخوں (پہاڑوں) کے درمیان میرے گھر والوں سے زیادہ کوئی محتاج نہیں۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے دانت مبارک چمک گئے، فرمایا: اپنے گھر والوں ہی کو کھلا دے۔

یہ ہے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا اختیارِ خداداد کہ مجرم کے لئے کفارہ اس کے لئے انعام بنادیا۔ ورنہ کوئی شخص اپنا کفارہ، اپنی زکوٰۃ نہ تو خود کھا سکتا ہے نہ ہی اس کے بیوی بچے۔ مگر یہاں اس کا اپنا ہی کفارہ ہے اور اپنے آپ کو ہی کھلا رہا ہے۔ دارقطنی میں محولہ بالا حدیث شریف کے آخر میں ہے ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے تیرا کفارہ ادا فرمادیا''۔

روزے اور قرآنِ مجید شفاعت کریں گے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلصِّیَامُ وَ الْقُرْاٰنُ یَشْفِعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ فَیُشَفِّعَانِ ۵۴؎

''روزے اور قرآنِ مجید بندۂ مومن کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزے عرض کریں گے یا رب میں نے اِسے دن میں کھانے (پینے) اور شہوات سے روکا' لہٰذا اِس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما اور قرآنِ مجید کہے گا میں نے اِسے رات کو سونے سے روکا' لہٰذا اِس کے متعلق میری شفاعت قبول فرما''۔

روزے اور قرآنِ مجید روزہ رکھنے والے اور تلاوت کرنے والے' تراویح میں سننے والے' گنہگار بندے کے لئے تو معافی کی سفارش کریں گے اور نیک بندے کی بلندئ درجات کی سفارش کریں گے۔ لہٰذا قرآنِ مجید اور رمضان المبارک کی شفاعت سے سارے ہی مومن فائدہ اُٹھائیں گے۔ چونکہ قرآنِ مجید کا نزولِ مقدس' رمضان المبارک میں ہوا اور رمضان المبارک میں قرآنِ مجید کی بہت تلاوت اور نمازِ تراویح میں سماعت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اِس لئے اِن دونوں کو جمع فرمایا گیا ہے۔ روزوں کی شفاعت سے گناہ معاف ہوں گے اور قرآنِ مجید کی شفاعت سے درجے بلند ہوں گے۔

۵۴؎ مشکوٰۃ ص ۱۷۳ حدیث نمبر ۱۹۶۳' مسند احمد جلد ۲ ص ۱۷۴' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۵۳-۸۴' دُرِ منثور جلد ۱ ص ۱۸۲' حلیۃ الاولیاء جلد ۸ ص ۱۶۱' الجامع لشعب الایمان للبیہقی جلد ۴ ص ۵۶۰' مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۹۵۔

روزہ کے مسائل

۱۔ ماہِ رمضان المبارک میں بحالت روزہ عمداً دن میں صحبت کر لینے سے قضاء بھی واجب ہے اور کفارہ بھی۔

۲۔ عمداً کھا پی لینے سے بھی کفارہ واجب ہے۔ کیونکہ کفارہ کا سبب رمضان المبارک میں روزہ توڑنا ہے۔

۳۔ اگر (بیوی) سے جبراً صحبت کی ہو تو بیوی پر کفارہ نہیں بلکہ مرد پر کفارہ ہوگا۔

۴۔ کفارہ میں ترتیب اس طرح ہے (۱) غلام آزاد کرے اگر غلام نہیں آزاد کر سکتا تو دو ماہ کے روزے مسلسل رکھے اگر یہ ناممکن ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔

۵۔ بچھو، بھڑ، پسو اور مچھر وغیرہ کے کاٹنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۶۔ گوشت میں ٹیکہ لگوانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۷۔ گرد و غبار، دھواں، مکھی، مچھر اور آٹے کی مشین کا اُڑتا ہوا آٹا اور کلی کے پانی کی تری اگر روزہ دار کے حلق میں اُتر جائے تو اِس سے روزہ نہیں ٹوٹتا کہ یہ سب کچھ بے اختیاری سے ہے۔

۸۔ درزی نے دانت سے رنگین دھاگہ توڑا تھوک رنگین ہوگیا اور تھوک نگل گیا اگر تھوک دھاگے کے رنگ کی طرح تیز رنگین ہوگیا تو پھر روزہ ٹوٹ جائے گا اگر خفیف رنگین ہو تو پھر نہیں۔

۹۔ حقہ، سگار، سگریٹ وغیرہ پینے سے روزہ جاتا رہتا ہے اگرچہ حلق تک دھواں نہ پہنچتا ہو۔

۱۰۔ پان یا تمباکو کھانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ پیک تھوک دی جائے۔

۱۱۔ کلی کر رہا تھا بلا قصد پانی حلق میں اُتر گیا یا ناک میں پانی چڑھایا اور وہ بھی گلے میں اُتر گیا تو روزہ جاتا رہا مگر جب روزہ دار ہونا یاد نہیں تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

۱۲۔ بیوی کا بوسہ لیا یا چھوا یا اُس کو گلے لگایا یا اُس کے ساتھ لیٹا اگرچہ ہمبستری نہیں کی مگر انزال ہو گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ ایسے روزے کی قضاء ہو گی اگر صرف مذی نکلے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

روزہ کے دیگر مسائل:

۱۔ حلال رزق سے روزہ رکھنا اور اِفطار کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص حرام کھانا کھا کر روزہ رکھتا ہے اور حرام چیز سے اِفطار کرتا ہے تو فرض روزہ تو ادا ہو جاتا ہے مگر حرام کھانے کا گناہ جدا ہے۔

۲۔ کھٹی ڈکار سے روزہ نہیں جاتا۔ یہ کسی کتاب میں نہیں لکھا۔

۳۔ منجن ناجائز و حرام نہیں جبکہ اِطمینان کافی ہو کہ اُس کا کوئی جزو حلق میں نہ جائے گا۔ مگر بے ضرورتِ صحیحہ کراہت ضرور ہے۔ درمختار میں کَرِہَ ذَوْقُ شَیْءٍ الخ۔

۴۔ روزے میں اپنی عورت کو لپٹانا یا پاس لیٹنا جس سے خواہش غالب اور مذی نکلے اِن افعال سے روزہ جانے کی کوئی صورت نہیں جب تک اِنزال نہ ہو اور صرف پاس لیٹنا یا بوسہ لینا یا بدن چھونا' اگر کچھ نہ ہو تو مکروہ بھی نہیں۔ رہا لپٹنا یا بوسہ لینا یا بدن چھونا اِن میں اگر بہ سبب غلبہ شہوت فسادِ صوم کا اندیشہ ہو یعنی خوف ہے کہ صبر نہ کر سکے گا اور جماع میں مبتلا ہو جائے گا یا بلا جماع ہی اِن افعال کی حالت میں اِنزال ہو جائے گا تو یہ سب فعل مکروہ و ممنوع ہیں۔ اگر یہ اَندیشہ نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔ مگر مباشرتِ فاحشہ یعنی ننگے بدن لپٹانا کہ ذکر فرج کو مس کرے روزے میں مطلقاً مکروہ ہے۔ اِسی طرح سراج وہاج میں بوسہ فاحشہ کو بھی مطلقاً مکروہ فرمایا۔ بوسہ فاحشہ عورت کے لب اپنے لبوں میں لے کر

چبائے یا چوسے اور زبان چوسنا بدرجہٗ اُولیٰ مکروہ ہے۔ جبکہ عورت کا لعابِ دہن جو اُس کی زبان چوسنے سے اُس کے منہ میں آئے۔ تھوک دے اور اگر حلق میں اُتر گیا تو کراہت درکنار روزہ ہی جاتا رہے گا اور اگر قصداً بحالتِ لذت پی لیا تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔

۵۔ جس شخص کو حاجتِ غسل ہو اُس کا روزہ ہو جائے گا۔ لیکن بہتر ہے کہ غسل کر کے سحری کا کھانا کھائے۔ اگر وقت تھوڑا ہو تو وضو کر لے اور اگر اِتنا بھی وقت نہ ہو تو غرغرہ کر کے کھانا کھالے، روزہ رکھ لے اور بعد میں نہا لے۔ مگر نہانے میں دیر نہ کرے کہ جماعت قضاء ہو جائے کہ یہ گناہِ کبیرہ ہے۔ طہارت بہ اجماعِ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ روزے کی شرط نہیں۔ بہر حال گناہِ کبیرہ کے اِرتکاب سے روزے کی نورانیت میں فرق آئے گا۔ اِس لئے نہیں کہ جنبی تھا بلکہ اِس لئے کہ نماز فوت کی۔ اِس کی مثال اَیسی ہے کہ کوئی ریشمی کپڑے پہن کر قرآنِ عظیم کی تلاوت کرے، اِس سے نہ تو تلاوت میں نقص ہوا نہ اُس کے ثواب میں کمی، ہاں ظلمتِ گناہ ملنے کے باعث اُس کے لئے نورانیت خالصہ نہ رہی۔

۶۔ روزہ رکھ کر سو جانے کے بعد اِحتلام ہونے سے روزہ میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا۔

۷۔ مکھی، غبار یا دُھواں حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، خود قصداً حلق میں پہنچانے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔

۸۔ تیل یا سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگرچہ تھوکتے وقت سرمہ کا رنگ نظر آتا ہو۔

۹۔ بات کرنے میں تھوک سے ہونٹ تر ہو گئے اُسے پی گیا۔ رال ٹپکی تار ٹوٹی نہیں نگل گیا، تھوک یا کھنگار نگل گیا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ مگر اِن باتوں سے اِحتیاط بہتر ہے، یہ عمل مکروہ ہے۔

۱۰۔ کفارہ میں مسلسل بلاناغہ ساٹھ روزے رکھنا شرط ہے اگر درمیان میں ناغہ ہو جائے تو پھر نئے سرے سے پے در پے ساٹھ روزے رکھنے پڑتے ہیں۔ لیکن عورتوں کے لئے حیض کے دنوں کی معافی ہے۔

۱۱۔ جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی دینا، بے ہودہ بات کرنا، کسی کو تکلیف دینا وغیرہ یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں۔ روزہ میں اور زیادہ حرام کہ ان کی وجہ سے روزہ میں کراہت آتی ہے۔

۱۲۔ گلاب یا مشک وغیرہ سونگھنا مکروہ نہیں۔

۱۳۔ آج کل ریڈیو، ٹی وی اور مساجد سے اعلان ہوتا ہے کہ سحری کا وقت ختم ہو گیا ہے، اس کے بعد کھانا پینا جائز نہیں جو شخص کھانا کھاتا رہے گا اُس کا روزہ نہیں ہوگا۔

۱۴۔ اگر کبھی ایسا ہو کہ آنکھ اُس وقت کھلے جب کہ وقتِ سحری گذر چکا ہو تو روزہ رکھنے کا ارادہ بھی ہو تو بغیر کچھ کھائے پئے روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ مگر ایسا معمول نہیں ہونا چاہئے کہ سحری کے وقت انسان جاگ بھی رہا ہو اور بغیر کھائے پیئے روزہ رکھ لے۔

۱۵۔ عام طور پر یہ سُنا جاتا ہے کہ اذانیں ہوتی رہتی ہیں اور لوگ بدستور کھاتے پیتے رہتے ہیں۔ کبھی کوئی کہتا ہے کہ ہماری مسجد کی ابھی اذان نہیں ہوئی یا کوئی کہتا ہے جب تک اذان ہوتی رہے کھاتے رہنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ سب من گھڑت باتیں ہیں۔ ہر صاحبِ ایمان کو علم ہونا چاہئے کہ اذانیں ہوتی ہی اُس وقت ہیں جبکہ سحری کھانے کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے اپنے ساتھ انصاف کرنا چاہئے اور اس عظیم عبادت سے مذاق نہیں کرنا چاہئے۔

روزہ اور خواتین

قرآنِ مجید میں ربّ کائنات ﷻ نے ارشادِ عظیم فرمایا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی اور پرہیز گار ہو جاؤ''۔

اس میں تمام صاحبِ ایمان مردوں اور عورتوں سے خطاب فرمایا گیا ہے کیونکہ قرآنِ مجید کے اسلوبِ خطاب کے مطابق يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اُن مردوں اور عورتوں کے لئے بولا جاتا ہے جو نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے فرمانے سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذاتِ اقدس پر اور دیگر بنیادی ایمانی باتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ جن کی تفصیل قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ میں موجود ہے۔

روزوں کے احکام اور مسائل میں مردوں اور عورتوں کا تفصیل سے ذکر آتا ہے۔ روزے کے آداب جس طرح مردوں کو بجالانے ہوتے ہیں ایسے ہی عورتوں کو بھی تمام آداب بجالانے ہوتے ہیں جس طرح مردوں کو رعایتیں حاصل ہیں ایسے ہی عورتوں کو بھی رعایتیں حاصل ہیں۔

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے لئے حکم:

حضرت انس بن مالک کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ

عَنِ الْمُسَافِرِ وَ عَنِ الْمُرْضِعِ وَالْحُبْلٰی ؎۱

"اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی ہے اور مسافر اور دُودھ پلانے والی اور حاملہ کو روزہ کی رخصت عطا فرمائی ہے"۔

روزہ نہ رکھنے کی شرعی اجازت سفر، عورت کا حاملہ ہونا اور بچے کو دُودھ پلانا ہے۔ اگر کوئی سفر پر ہو یا کوئی عورت حمل اور دُودھ پلانے کی حالت میں ہو تو سرکارِ کائنات حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے رحمت فرماتے ہوئے روزہ نہ رکھنے کی رخصت عطا فرمائی ہے۔ اگر مذکورہ بالا افراد روزہ نبھانے کی طاقت رکھتے ہوں تو شریعتِ محمدیہ روزہ رکھنے پر اعتراض نہیں کرتی۔

شوہر کی طرف سے بیوی کو نفلی روزے رکھنے کا حکم:

عمر کے مدارج کے حساب سے عبادات کی مشغولیت بڑھتی رہتی ہے۔ عموماً جوانی میں لوگ کم عبادت کرتے ہیں مگر جوں جوں بوڑھے ہوتے جاتے ہیں عبادت کا شوق بڑھتا جاتا ہے۔ کئی خوش نصیب ایسے ہوتے ہیں جو جوانی سے ہی عبادت اور تقویٰ اور زہد کا حسین مرقع ہوتے ہیں۔

خواتین کی اکثریت بڑھاپے میں عبادت و وظائف وغیرہ میں دلجمعی سے مگن ہوتی ہیں۔ جوان اور بوڑھی نیک عورتوں اور متقی خواتین کا ذوق عبادت بھی دیدنی ہوتا ہے خصوصاً مختلف متبرک راتوں اور دنوں میں۔

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں،

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَامُرُنِیْ اَنْ اَصُوْمَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ اَوَّلُهَا الْاِثْنَيْنِ، اَوِ الْخَمِيْسِ ؎۲

"رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ مجھے حکم فرماتے تھے کہ میں ہر ماہ تین

؎۱ ابن ماجہ ص ۱۲۱۔ ؎۲ ابوداؤد جلد ا ص ۳۳۹، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۰۶۰، مرقاۃ جلد ۴ ص ۴۸۸، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۴۵۰، نسائی حدیث نمبر ۲۴۱۹۔

روزے رکھوں جن میں پہلا روزہ پیر یا جمعرات کا ہو۔"

یہ حکم اِستحبابی تھا نہ کہ وجوبی یعنی یہ حکم، حکمِ واجب کے طور پر نہیں تھا۔ اِسی واسطے اُمُّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وہ روزے نفلی ہوتے تھے۔

شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنے کی ممانعت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِرشادِ مبارک فرمایا:

لَا یَحِلُّ لِلْمَرْأَۃِ اَنْ تَصُوْمَ وَ زَوْجُھَا شَاھِدٌ اِلَّا بِاِذْنِہٖ وَلَا تَاْذَنُ فِیْ بَیْتِہٖ اِلَّا بِاِذْنِہٖ [۳]

"کسی عورت کے لئے یہ درست نہیں ہے کہ وہ (۱) جب اُس کا خاوند (گھر میں) موجود ہو تو اُس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے۔ اور (۲) نہ اُس کی اجازت کے بغیر کسی کو اُس کے گھر میں آنے دے"۔

یعنی جب شوہر گھر میں موجود ہو تو عورت کو چاہئے کہ اپنے شوہر سے نفلی روزہ رکھنے اور نفلی اِعتکاف کرنے کی اجازت لے لے۔ اِس کی صریح اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔ شوہر کی مرضی کے بغیر رکھا ہوا روزہ اور اِعتکاف اُس کے حق میں حائل ہوگا۔ لہٰذا حق والے سے اِجازت لے لے۔ اِس حق اور حکم سے نذر، منّتیں اور رمضان المبارک کے فرضی روزے علیحدہ ہیں۔ کیونکہ وہ حق شرع ہیں۔ اگر کوئی عورت شوہر کی اِجازت کے بغیر نفلی روزے رکھے تو خاوند اُس سے روزہ توڑنے کے لئے کہہ سکتا ہے اور صحبت کرسکتا ہے۔ مرد کو دن کے وقت بھی بیوی سے صحبت کرنے کا حق ہے۔ البتہ اَیسی عورت کے لئے اَیسے روزے کی قضاء واجب ہوگی۔

---

[۳] ابوداؤد جلد۱ص۳۴۰ حدیث نمبر۲۴۵۸، بخاری حدیث نمبر۵۱۹۵، مسلم حدیث نمبر (۸۴۔ ۱۰۲۶)، ترمذی حدیث نمبر۷۸۲، ابن ماجہ حدیث نمبر۱۷۶۱، مسند احمد جلد۲ص۴۴۴، مرقاۃ جلد۴ص ۳۵۱، مشکوٰۃ ص۱۷۸، حدیث نمبر۲۰۳۱۔

عورت کو نفل نماز سے منع نہیں کیا گیا کیونکہ وہ تھوڑی دیر کے لئے ہوتی ہے اور تھوڑے سے وقت میں ادا ہو جاتی ہے' اس سے شوہر کا حقِ صحبت نہیں مارا جاتا۔

عورت کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنے شوہر کی ناراضگی کا سبب بننے والے کسی مرد و عورت' اجنبی اور قریبی کو اپنے گھر میں نہ آنے دے۔ یہاں تک کہ شوہر بیوی کے والدین کو بھی اپنے گھر میں آنے سے روک سکتا ہے لیکن عورت کو اپنے ماں باپ سے ملنے سے نہیں روک سکتا۔

مَردوں کو بھی عورتوں کے حقوق کا لحاظ رکھتے ہوئے روزے رکھنے چاہئیں:

حضرت مسلم قرشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے یا کسی نے رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر بھر کے روزوں (صیام الدھر) کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنَّ لِاَھْلِکَ عَلَیْکَ حَقًّا صُمْ رَمَضَانَ وَالَّذِیْ یَلِیْہِ وَکُلَّ اَرْبَعٍ وَّخَمِیْسٍ فَاِذَنْ اَنْتَ قَدْ صُمْتَ الدَّھْرَ کُلَّہٗ ؎

"تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے۔ رمضان (المبارک) کے روزے اور اُس سے متصل روزے رکھو اور ہر بدھ و جمعرات کا روزہ رکھو تو تم سمجھ لو تم نے ساری عمر کے روزے رکھ لئے"۔

شوہر کا جذبہء ایثار و قربانی:

شوہر' بیوی کا اور بیوی' شوہر کی شریک حیات ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کی خوشیوں' دُکھ درد اور گھر کی رونق اور آبادی میں وفادار ہوتے ہیں۔ لہٰذا شوہر کو کبھی کبھی روزوں کے بارے میں ڈھیروں نیکیاں کمانے کا اپنی بیوی کو موقع فراہم کرنا چاہئے۔

؎ الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۱۲۶' مسند احمد جلد۶ ص ۲۶۸' ترمذی حدیث نمبر ۷۴۸' ابوداؤد حدیث نمبر ۲۴۳۲' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۰۶۱' کنز العمال حدیث نمبر ۲۳۶۶۲' مرقاۃ جلد۴ ص ۴۸۹۔

کیونکہ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے روزوں کی اور روزہ رکھنے والوں کی بہت فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اگر شوہر کے کہنے پر یا شوہر کی رضامندی' خوشی اور ایثار کی وجہ سے بیوی روزہ رکھے گی تو شوہر کو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ اَجر وثواب عطا فرمائے۔ کیونکہ نیکی کی تبلیغ وتعلیم وترغیب دینے پر اگر کوئی نیکی کرتا ہے تو جتنا نیکی کرنے والے کو ثواب ملتا ہے اُتنا ہی نیکی کی دعوت دینے والے کو بھی ثواب ملتا ہے۔

فضائل کی چند اَحادیثِ مبارکہ بطورِ شوق وترغیب پیش خدمت ہیں۔ اللہ کریم نیکی کرنے کی ہمت اور توفیق نصیب فرمائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ يَوْمًا اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ بَعَّدَهُ اللّٰهُ مِنْ جَهَنَّمَ كَبُعْدِ غُرَابٍ طَارٍ وَّهُوَ فَرْخٌ حَتّٰى مَاتَ هَرِمًا ؎۵

''جو کوئی صاحبِ ایمان (مرد یا عورت) رضائے اِلٰہی کی تلاش میں ایک دن روزہ رکھے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُسے دوزخ سے اُتنا دور فرمائے گا جیسے اُڑنے والے کوے کی دُوری جب وہ بچہ ہو حتیٰ کہ بوڑھا ہو کر مرے''۔

جب یہ اُس روزے کی شان ہے جو نفلی روزہ ہے تو فرضی روزہ کی عظمت و شان کا کیا کہنا۔ روزہ رکھنے میں رضائے اِلٰہی کی قید لگائی گئی ہے۔ کیونکہ عمل بغیر اِخلاص قبول نہیں ہوتا اور نہ ہی اُس کے ثواب اور فوائد کا ظہور ہوتا ہے۔ کوّے کی طبعی عمر ایک ہزار سال ہے (مرقاۃ) اور بہت تیز اُڑتا ہے۔ یہاں دوزخ سے اِنتہائی دُوری بتانے کے لئے بطورِ مثال اِرشادِ مبارک ہوا کہ کوّے کا بچہ اگر پیدا ہوتے ہی اُڑنا شروع کر دے اور مرتے دم یعنی ایک ہزار سال تک برابر اُڑتا رہے تو اندازہ لگایا جا

؎۵ مجمع الزوائد جلد۳ ص۱۸۱' دُرِ منثور جلد۱ ص۱۸۱' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۷ ص۵۶' مشکوٰۃ حدیث نمبر۲۰۴۷' مرقاۃ جلد۴ ص۴۹۸۔

سکتا ہے کہ وہ اپنے گھونسلے سے جتنی دُور جائے گا' اللہ تبارک وتعالیٰ روزے دار کو دوزخ سے اُتنی دُور رکھے گا۔ حدیثِ پاک کے معنی بالکل ظاہر اور واضح ہیں' کسی قسم کی تاویل کی ضرورت نہیں۔ ربّ ذوالجلال والاکرام کی عطائیں ہمارے وہم وگمان سے وراء ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِکُلِّ شَیْءٍ زَکوٰۃٌ وَ زَکوٰۃُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ [۶]

''ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے''۔

روزوں کی برکت سے اکثر آدمی دُبلے ہو جاتے ہیں۔ جسم کا کچھ گوشت گل جاتا ہے۔ خواتین عام طور پر جسمانی طور پر موٹی ہو جاتی ہیں۔ روزے کی برکت سے جسمانی طور پر اُن میں توازن پیدا ہو گا۔ نیز جس طرح مَردوں کو خواہش ہے کہ ہم گناہوں سے پاک ہو جائیں اَیسے ہی مومن مرد کی رفیقِ سفر' شریکِ حیات کی بھی خواہش ہو گی کہ گناہوں سے پاک وصاف ہو جائے۔ روزہ کی برکت سے آگ روزہ دار مرد وعورت تک نہ پہنچ سکے گی۔

اگر روزہ دار (مرد یا عورت) کو کھانے کی دعوت ملے تو:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلٰی طَعَامٍ وَّھُوَ صَائِمٌ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ فَلْیُجِبْ فَاِنْ کَانَ صَآئِمًا فَلْیُصَلِّ وَ اِنْ کَانَ مُفْطِرًا فَلْیُطْعِمْ [۷]

[۶] ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۴۱' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۸۲' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۷۴۵' دُرِ منثور جلد ۱ ص ۱۸۱' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۶ ص ۱۹۳۔ [۷] ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۴۱' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۷۵۰۔

''جب تم میں سے کسی کو دعوت طعام دی جائے اور وہ روزہ دار ہو تو کہہ دے میں روزے سے ہوں۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو قبول کر لے پھر اگر روزہ دار ہو تو میزبان کے لئے دُعا کر دے اور اگر روزے دار نہیں تو کھانا کھالے''۔

اگرچہ نفلی روزہ چھپانا بہتر ہے مگر جب کسی کی دعوت میں آدمی چلا جائے اور کھانا نہ کھائے اور نہ ہی بتائے کہ میں روزہ سے ہوں تو صاحبِ خانہ کے دل میں بدگمانی، کدورت، عداوت اور رنج وغم پیدا ہو سکتے ہیں، اِس لئے اِظہار کرنے میں حرج نہیں۔ میزبان کی خوشی اور مسلمان کو جائز کاموں میں خوش کرنا بھی عبادت ہے۔

حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی بیوی کا واقعہ:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ہم لوگ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عورت آئی، عرض کرنے لگی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) جب میں نماز پڑھتی ہوں تو میرا شوہر (حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ) مجھے مارتا ہے اور جب میں روزہ رکھتی ہوں تو میرا روزہ توڑا دیتا ہے اور خود وہ نمازِ فجر نہیں پڑھتا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے۔

جب یہ عورت باتیں کر رہی تھی تو حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا، تمہاری بیوی کیا کہتی ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ جو کہتی ہے کہ نماز پر مجھے مارتا ہے تو اِس کی حقیقت یہ ہے کہ نماز میں دو دو سورتیں پڑھتی ہے میں اِسے منع کرتا ہوں اور یہ سُنتی ہی نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَوْ كَانَتْ سُورَةٌ وَاحِدَةٌ لَكَفَتِ النَّاسَ ''ایک سورت پڑھنا ہی لوگوں کو کفایت کرتی ہے''۔ اور یہ جو کہتی ہے کہ میرا روزہ توڑ ڈالتا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ مسلسل روزے رکھتی رہتی ہے اور میں جوان ہوں اور اِنتظار کرنے کی طاقت نہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس دن

سے فرمایا: لَا تَصُوْمُ امْرَاَۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِھَا ''کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہ رکھے۔'' اور یہ جو کہتی ہے میں فجر کی نماز نہیں پڑھتا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے اِس کی حقیقت یہ ہے کہ میں محنت مزدوری کرنے والا آدمی ہوں سب جانتے ہیں میں رات کو پانی بھرتا ہوں صبح میری آنکھ نہیں کھلتی یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فَاِذَا اسْتَیْقَظْتَ فَصَلِّ ۸ ''جب تیری آنکھ کھلے تو نماز پڑھ لیا کر''۔ ۹

حائضہ عورت کا روزہ:

حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، میں نے اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا:

مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِی الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِی الصَّلٰوۃَ قَالَتْ عَائِشَۃُ کَانَ یُصِیْبُنَا ذَالِکَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَآءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَآءِ الصَّلٰوۃِ ۱۰

''حائضہ (حیض والی عورت) کا کیا حال ہے کہ وہ روزہ کی قضاء کرتی ہے نماز کی قضاء نہیں کرتی۔ (اُمّ المومنین حضرت سیّدہ) عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے فرمایا: ہمیں یہ عارضہ آتا تھا تو ہمیں روزہ کی قضاء کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیا جاتا تھا''۔

حکمت: عورتوں کو حیض آنے کی وجہ سے تین سے لے کر دس تک روزوں کی قضاء کرنا پڑتی ہے۔ لہٰذا اِن میں دشواری نہیں جبکہ نمازیں ہر ماہ ۱۵ سے لے کر ۵۰ تک چھوٹ جاتی ہیں جن کی اَدائیگی بہت دشوار ہے۔ اِس لئے اِس حکمت کے تحت روزہ کی قضاء اور نمازوں کی معافی کا حکم فرمایا ہے۔ اَب دیکھنے کو تو نماز بھی فرض ہے جیسے

۸ ابوداؤد جلد ا ص ۳۴۰۔ ۹ یہ اختیارِ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ہے۔ ۱۰ مشکوٰۃ ص ۱۷۸ حدیث نمبر ۲۰۳۲ مسلم حدیث نمبر (۶۹۔۳۳۵)۔

روزہ فرض ہے۔ مگر رحیم و کریم پروردگار عزوجل اور رحمۃ للعالمین سرکارِ کائنات ﷺ نے اُمت کی اِس صنف کو مشقت اور دیگر خاندانی، گھریلو اور شوہر کے حقوق کی ادائیگی کی بناء پر نرمی فرماتے ہوئے رخصت عطا فرمائی ہے۔ خواتین کو اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِس احسان اور اِنعام پر کروڑوں بلکہ بے حد و حساب شکر ادا کرنا چاہیے۔

حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روزہ توڑنا:

حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ جب فتح مکہ کا دن ہوا تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں اور رسول اللہ ﷺ کے بائیں طرف بیٹھ گئیں اور حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ سرکار ﷺ کے دائیں طرف تھیں تو ایک لونڈی ایک برتن لائی جس میں شربت تھا۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں شربت پیش کیا۔ آپ ﷺ نے شربت نوش فرمایا، پھر حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیا اُنہوں نے بھی پیا، پھر عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے روزہ توڑ لیا میں تو روزہ دار تھی۔ تو

قَالَ لَهَا أَكُنْتِ تَقْضِيْنَ شَيْئًا قَالَ لَا قَالَ
فَلَا يَضُرُّكِ اِنْ كَانَ تَطَوُّعًا [1]

"فرمایا: کیا تم کوئی روزہ قضاء کر رہی تھیں۔ بولیں نہیں۔ تو فرمایا اگر نفلی روزہ تھا تو تمہیں کوئی ضرر نہیں"۔

ابوداؤد، ترمذی، دارمی اور مسند احمد میں اِس کی مثل روایت ہے۔ اُس میں اِس طرح یہ ہے،

[1] ابوداؤد حدیث نمبر ۲۴۵۶، مسند احمد جلد ۶ ص ۴۲۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۷۶-۲۷۷، دار قطنی جلد ۱ جز ۲ ص ۱۷۴۔

فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَمَّا اِنِّیْ کُنْتُ صَآئِمَۃً فَقَالَ الصَّآئِمُ الْمُتَطَوِّعُ اَمِیْرُ نَفْسِہٖ اِنْشَآءَ صَامَ وَاِنْشَآءَ اَفْطَرَ۔[۱۲]

''وہ بولیں، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں روزہ دار تھی، تو فرمایا: نفلی روزہ دار اپنے نفس کا خود مختار ہے اگر چاہے روزہ پورا کرے اگر چاہے اِفطار کرے''۔

سبحان اللہ! کیا عجیب عمل ہے کہ پہلے سرکارِ کائنات ﷺ کے اِرشادِ مبارک کی تعمیل میں شربت پی لیا، پھر عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرا روزہ تھا، میں نے روزہ توڑ لیا ہے۔ پھر مسئلہ پوچھا۔ اُن کے نزدیک رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا فرمانا اور پس خوردہ تبرک روزے سے اَفضل تھا۔ اُن کے دِل نے فتویٰ دیا روزے کی قضاء کرلینا، یہ تبرک پھر کہاں ملے گا۔ آپ ﷺ نے اُنہیں فرمایا: اگر یہ روزہ نذر یا قضائے رمضان وغیرہ کا تھا تب تو اِس کا توڑنا منع تھا اور اگر محض نفلی تھا تو توڑنا بالکل جائز، اگرچہ اِس کی قضاء واجب ہے۔

اِس سے معلوم ہوا مُرید یا شاگرد اپنے شیخ اور اُستاد کے لئے اور چھوٹے یا ماتحت اپنے بزرگوں کے لئے نفلی روزہ توڑ سکتے ہیں ایسے ہی بیوی اپنے شوہر کے لئے نفلی روزہ توڑ سکتی ہے۔

مرغوب کھانا دیکھ کر نفلی روزہ توڑ لینا:

حضرت زہری علیہ الرحمہ سے روایت ہے، وہ حضرت عروہ علیہ الرحمہ سے راوی ہیں، وہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہیں، آپ فرماتی ہیں، میں اور (اُمّ المؤمنین حضرت) حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہم دونوں روزہ دار تھیں تو ہمارے سامنے وہ کھانا آیا جس کی ہمیں رغبت تھی۔ ہم نے اُس میں سے کھالیا۔ اُمُّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا:

---

[۱۲] دار قطنی جلد ۱ جز ۲ ص ۱۷۴۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا صَآئِمَتَيْنِ الْيَوْمَ فَعُرِضَ لَنَا طَعَامٌ نِ اشْتَهَيْنَاهُ فَاَكَلْنَامِنْهُ قَالَ اَقْضِيَا يَوْمًا اٰخَرَ مَكَانَهٗ[۱۳]

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہم دونوں روزہ دار تھیں۔ ہمارے سامنے مرغوب کھانا آیا تو ہم نے اُس میں سے کھالیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اُس کی جگہ ایک دن کی قضاء کرو''۔

یہ دونوں بزرگ ہستیاں سمجھیں کہ جب دعوت کے لئے نفلی روزہ توڑ دینا جائز ہے تو ہدیہ کے لئے بھی جائز ہونا چاہئے۔ معلوم ہوا نفلی روزہ شروع کرکے توڑا جا سکتا ہے مگر اُس کی قضاء واجب ہو جاتی ہے۔

حضرت دارقطنی علیہ الرحمہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابوداؤد طیالسی علیہ الرحمہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے' فرماتے ہیں' ایک شخص نے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی دعوت کی' جب سب حضرات کھانے لگے تو ایک صاحب اُلگ بیٹھ گئے' بولے میرا روزہ ہے۔ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے ارشادِ مبارک فرمایا: روزہ توڑ دو اپنے میزبان بھائی کو خوش کرو اور روزہ کی قضاء کرلو''۔[۱۴]

جنابت کی حالت میں روزہ:

اگر کسی عورت یا مرد نے غسلِ جنابت کرنا ہو تو پہلے غسل کرلے پھر روزہ رکھے اور اگر غسل کا وقت نہ ہو تو پھر وضو کرکے روزہ رکھے اور اگر وضو کا وقت بھی نہ ہو تو پھر غرغرہ کرکے سحری کرلے اور سحری کے بعد غسل کرلے اور دیر نہ لگائے کہ کہیں نمازِ فجر ہی قضاء ہو جائے۔ ویسے اُفضل یہی ہے کہ پہلے غسل کرلے۔

اگر کسی عورت نے غسلِ جنابت کرنا ہے اور روٹی کھانا وغیرہ بھی پکانا ہے تو ہاتھ دھو کر اور غرغرہ کرکے کھانا وغیرہ تیار کرلے' غرغرہ اِس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ

---

[۱۳] مسند احمد جلد ۶ ص ۲۶۳' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۰۲' مشکوٰۃ ص ۱۸۱ حدیث نمبر ۲۰۸۰' ابوداؤد حدیث نمبر ۲۴۵۷' ترمذی حدیث نمبر ۷۳۵۔ [۱۴] دارقطنی جلد ۱ جز ۲ ص ۱۷۷۔

شاید کھانا چکھنا پڑے۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ فِيْ رَمَضَانَ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ غَيْرِ حُلْمٍ فَيَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ ۱۵

''جب کبھی رسولِ کریم ﷺ کو رمضان (المبارک کے دنوں) میں بحالتِ نورانی جنابت صبح ہوتی (یعنی سَحری کا وقت ہوتا) بغیر اِحتلام کے (کیونکہ نبی کریم ﷺ کو اِحتلام نہیں ہوتا تھا) پھر آپ ﷺ غسل شریف فرماتے اور روزہ رکھتے''۔

عورت اور مرد روزہ کی حالت میں اکٹھے لیٹ سکتے ہیں:

روزہ کی حالت میں میاں بیوی اکٹھے ایک لحاف میں لیٹ سکتے ہیں' سو سکتے ہیں۔ لیکن اگر خوف ہو کہ اپنی خواہش پر قابو نہیں پاسکیں گے تو اکٹھے لیٹنے سے باز رہنا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں'

رُخِّصَ لِلْكَبِيْرِ الصَّائِمِ فِي الْمُبَاشَرَةِ وَكُرِهَ لِلشَّابِّ ۱۶

''بوڑھے شخص کو روزے کی حالت میں بیوی کے ساتھ لیٹنے کی رخصت دی گئی لیکن جوان کے لئے مکروہ ہے''۔ (کیونکہ جوان میں اپنی خواہش پر قابو پانا یقینی نہیں ہے)۔

---

۱۵ بخاری حدیث نمبر ۱۹۳۰' مسلم حدیث نمبر (۷۶۔۱۱۰۹)' ترمذی حدیث نمبر ۷۷۹' مسند احمد جلد ۶ ص ۳۰۸' ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۳۱ حدیث نمبر ۲۳۵۸' ابن ماجہ ص ۱۲۴' مشکوٰۃ ص ۱۷۶' مرقاۃ جلد ۴ ص ۲۳۰۔ ۱۶ ابن ماجہ ص ۱۲۲۔

قضاء روزے اگلے رمضان المبارک سے پہلے پہلے رکھ لینے چاہئیں:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

اِنْ کَانَ لَیَکُوْنُ عَلَیَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اَقْضِیَهٗ حَتّٰی یَاْتِیَ شَعْبَانُ ۷۷

''مجھے رمضان المبارک کے قضاء روزے رکھنے ہوتے تھے پھر میں اُنہیں رکھ نہ پاتی یہاں تک کہ شعبان المعظم آ جاتا''۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں مصروف ہونے کی وجہ سے روزوں کی قضاء ادا نہ کر سکتیں، جب شعبان المعظم کا مہینہ آتا تو نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ روزے رکھتے تو اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اپنے قضاء روزے رکھ لیتیں۔ اگر کسی خاتون کے حیض آنے کی وجہ سے روزے قضاء ہو جائیں تو اُسے اگلے رمضان المبارک کا مہینہ آنے سے پہلے پہلے روزے رکھ لینے چاہئے اگر دوسرا رمضان آ جائے تو پہلے موجودہ رمضان المبارک کے روزے رکھے اور رمضان المبارک گزرنے کے بعد پچھلے قضاء روزے رکھے۔

---

۷۷ بخاری حدیث نمبر ۱۹۵۰، مسلم حدیث نمبر (۵۱-۱۱۴۶)، ترمذی حدیث نمبر ۷۸۳، مسند احمد جلد ۶ ص ۱۷۹، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۰۳۰، مرقاۃ جلد ۴ ص ۴۵۹۔

مسائل

(۱) عورت حیض و نفاس والی تھی اُس نے رات میں نیت کرلی کہ کل روزہ رکھوں گی صبح صادق سے پہلے حیض و نفاس سے پاک ہوگئی تو روزہ صحیح ہوگا۔ (۲) روزے کی حالت میں حیض و نفاس شروع ہوگیا تو روزہ ختم ہو جائے گا۔ اُس کی قضاء کرنی پڑے گی۔ فرض روزہ تھا تو قضاء فرض ہے اور اگر نفلی روزہ تھا تو قضاء واجب ہے۔ (۳) شوہر نے بیوی کا بوسہ لیا یا چھوا یا اُس کے ساتھ لیٹا یا گلے لگایا اور شہوت سے مادہ نکلا' اِنزال ہوگیا تو روزہ جاتا رہا۔ اگر بیوی نے شوہر کو چھوا اور شوہر کا اِنزال ہوا تو روزہ نہ گیا۔ (۴) آنسو منہ میں چلا گیا اور نگل لیا اگر قطرہ دو قطرہ ہے تو روزہ نہیں ٹوٹا' اگر زیادہ تھا اور اُس کی نمکینی پورے منہ میں محسوس ہوئی تو روزہ جاتا رہا۔ (۵) روزہ دار کا بلاعذر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے۔ چکھنے کے لئے عذر یہ ہے کہ مثلاً عورت کا شوہر بدمزاج ہے کہ نمک کم وبیش ہوگا تو اُس کی ناراضگی کا باعث ہوگا اِس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں' چکھنے کے بعد تھوک دینا چاہئے۔ (۶) بچہ اِتنا چھوٹا ہے کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اُسے کھلائی جائے' نہ حیض و نفاس والی عورت یا کوئی اور بے روزہ' ایسا ہے جو اُسے چبا کر دے تو روزہ دار عورت کے لئے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں۔ (بہارِ شریعت)۔ (۷) چکھنے کے وہ معنی نہیں جو آج کل عام محاورہ ہے کسی چیز کا مزہ دریافت کرنے کے لئے اُس میں سے تھوڑا سا کھا لینا' یوں ہو تو نہ صرف کراہت بلکہ روزہ ٹوٹ جائے گا بلکہ اگر کفارہ کی شرائط پائی جائیں تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ چکھنے سے مراد یہ ہے کہ زبان پر رکھ کر مزہ دریافت کرلیں اور اُسے تھوک دیں۔ اِس میں سے حلق میں کچھ نہ جانے پائے۔ (۸) روزہ کی حالت میں بیوی کا بوسہ لینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا مکروہ ہے جبکہ یہ اندیشہ ہو کہ اِنزال ہو جائے گا۔ روزہ میں زبان اور ہونٹ چُوسنا مطلقاً مکروہ ہے یوں ہی ننگے جسم سے جسم لگانا مطلقاً مکروہ ہے۔

قیامِ رمضان

نمازِ تراویح مسلمانوں کے لئے ایک زائد نماز ہے جو صرف ماہِ رمضان المبارک میں ادا کی جاتی ہے اور ماہِ صیام کا چاند نظر آتے ہی پہلی رات سے نمازِ عشاء کی جماعت کے بعد دو سنتیں اور دو نفل پڑھنے کے بعد باجماعت بیس رکعتیں پڑھی جاتی ہیں اور روزوں کے مہینے میں نمازِ تراویح کو باجماعت ادا کرنے کے بعد وتر بھی باجماعت ادا کیے جاتے ہیں۔ جو مسلمان باجماعت نمازِ عشاء ادا کرتا ہے وہ وتر بھی باجماعت پڑھتا ہے اور جس کی نمازِ عشاء باجماعت ادا نہ ہو سکے وہ وتر بھی اکیلا ہی پڑھتا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان المعظم کے مہینہ کے آخری دن ہمیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ فَرِيْضَةً وَّ قِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا ؎۱

''اس (ماہِ مبارک) کے روزے فرض قرار دیئے گئے ہیں اور اس کی راتوں کا قیام زائد عبادت ہے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان المبارک کے مقدس مہینے کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ؎۲

؎۱ بیہقی فی شعب الایمان جلد۷ ص ۲۱۶' صحیح ابن خزیمہ جلد۳ ص ۱۹۱' مشکوٰۃ ص ۱۷۳' الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۹۴' درمنثور جلد۱ ص ۱۸۴' کنز العمال حدیث نمبر ۲۳۷۱۴ ؎۲ بخاری جلد۱ ص ۱۰-۲۶۹' شرح السنۃ جلد۳ ص ۵۰۸' دارمی جلد۲ ص ۲۶' الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۹۱' مسند احمد جلد۲ ص ۲۸۱-۴۰۸' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ ص ۴۹۲-۴۹۳' ابوداؤد جلد۱ ص ۲۰۱' نسائی جلد۱ ص ۳۰۷-۳۰۸' مسلم جلد۱ ص ۲۵۹' مجمع الزوائد جلد۲ ص ۱۷۳' مشکوٰۃ ص ۱۱۴' قرطبی جلد۴ جز۸ ص ۲۵۸' موطا امام مالک ص ۹۶' ترمذی جلد۱ ص ۱۶۷۔

”جو ایمان کے ساتھ طلبِ ثواب کی نیت سے رمضان (المبارک کی راتوں کو نمازِ تراویح پڑھنے کے لئے) کھڑا ہو اُس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں“۔

نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ خود بھی نمازِ تراویح پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ نے تین راتیں نمازِ تراویح باجماعت کروائی پھر اس خیال سے کہ کہیں یہ نماز فرض نہ ہو جائے جماعت ترک فرمائی اور آستانۂ اقدس میں اکیلے ہی نمازِ تراویح ادا فرماتے رہے پڑھتے رہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزے رکھے تو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ رمضان (المبارک کے مہینے) میں قیام نہ فرمایا یہاں تک کہ (انتیس دنوں والے رمضان المبارک کے) سات دن باقی رہ گئے پھر نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے ہمارے ساتھ تیئسویں رات کو قیام فرمایا یہاں تک کہ تہائی رات گزر گئی پھر چھٹی رات (اختتام کی طرف سے) یعنی چوبیسویں رات ہوئی تو آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام (رمضان المبارک) نہ فرمایا (یعنی ہمارے ساتھ نمازِ تراویح ادا نہ فرمائی) پھر اس حساب سے پانچویں شب یعنی پچیسویں رات آئی تو حضور ﷺ نے (مسجدِ نبوی شریف میں تشریف لا کر) ہمارے ساتھ قیامِ (رمضان المبارک) فرمایا، یہاں تک کہ نصف رات گزر گئی۔ پھر (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کاش! اِس رات کے قیام کو آپ ﷺ ہمارے لئے زیادہ فرماتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا قَامَ مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰی یَنْصَرِفَ
کُتِبَ لَہٗ قِیَامُ لَیْلَۃٍ

”جب کوئی شخص اِمام کے فارغ ہونے تک اُس کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اُس کے لئے رات کا قیام لکھا جاتا ہے“۔

پھر جب اِس حساب سے چوتھی رات یعنی چھبیسویں رات آئی تو حضور ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا۔ پھر اِس کے بعد بحساب مذکور تیسری یعنی ستائیسویں شب آئی تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ازواجِ مطہرات' اہل وعیال اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرمایا اور ہمارے ساتھ قیام فرمایا یہاں تک کہ ہم ڈرے کہ ہم سے فلاح فوت نہ ہو جائے۔ میں نے کہا فلاح کیا ہے؟ فرمایا: سَحری۔ پھر بقیہ مہینے (یعنی مہینے کی باقی راتوں) میں رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا"۔[۳]

دوسری روایتِ مُبارکہ میں مذکورہ بالا حدیث شریف کے عنوان کی تکمیل ہے۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' رسول اللہ ﷺ آدھی رات کو باہر تشریف لائے اور مسجد میں نماز پڑھی اور آپ ﷺ کے ساتھ لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ صبح کو لوگوں نے اِس کا تذکرہ کیا تو دوسرے روز اِس سے زیادہ لوگ جمع ہو گئے اور اُنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نمازِ (تراویح) پڑھی۔ صبح لوگوں نے اِس کا چرچا کیا تو تیسری رات نمازی بہت زیادہ ہو گئے۔ جناب رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور نماز پڑھی۔ لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب چوتھی رات آئی تو مسجد نمازیوں سے عاجز آ گئی (یعنی خوب بھر گئی اِس رات آپ ﷺ مسجد میں نمازِ تراویح پڑھنے کے لئے نہیں آئے) حتیٰ کہ آپ ﷺ صبح کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے جب فجر کی نماز اَدا فرمالی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور خطبہء مبارکہ پڑھا' پھر فرمایا: اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی حمد وثناء کے بعد! شان یہ ہے کہ مسجد میں تمہارا موجود ہونا مجھ پر مخفی نہ تھا۔ لیکن مجھے ڈر ہوا کہ کہیں تم پر (تراویح کی) نماز فرض نہ ہو جائے پھر تم اِس کے اَدا کرنے سے عاجز ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ دُنیا سے پردہ فرما گئے اور یہ معاملہ اِسی طرح رہا۔[۴] اور اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ

---

[۳] شرح السنۃ جلد۲ ص ۵۱۱' ابوداؤد جلد۱ ص ۲۰۲' ترمذی جلد۱ ص ۱۶۶' نسائی جلد۱ ص ۲۳۸۔
[۴] بخاری جلد۱ ص ۲۶۹' مسلم جلد۱ ص ۲۶۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ ص ۴۹۲۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے کہ ایک رات نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھی تو لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر دوسری رات آپ ﷺ نے نماز پڑھی تو لوگ اور زیادہ جمع ہو گئے پھر تیسری یا چوتھی رات لوگ اور زیادہ جمع ہو گئے اور جناب رسول اللہ ﷺ لوگوں کے پاس تشریف نہ لائے جب صبح ہوئی تو فرمایا جو کچھ تم نے کیا میں نے دیکھا ہے اور تمہارے پاس آنے سے مجھے کسی نے منع نہیں کیا مگر اِس بات نے کہ تم پر رات کی نماز (یعنی قیام رمضان یا نماز تراویح) فرض ہو جائے گی اور یہ رمضان المبارک کا واقعہ ہے۔ ۵

مذکورہ بالا روایات سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ رمضان شریف کی تین راتوں میں حضور ﷺ نے اوّل شب سے نمازِ تراویح شروع فرمائی۔ پہلی رات میں تہائی حصہ گزرنے کے بعد فراغت ہوئی' دوسری رات نصف شب گزر جانے کے بعد اور تیسری رات اوّل تا آخر نماز پڑھنے میں گزری۔ بہر حال یہ حقیقت بخوبی واضح ہے کہ نمازِ تراویح تینوں راتوں میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اوّل وقت میں پڑھی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْغَبُ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ
مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّاْ مُرَهُمْ فِيْهِ بِعَزِيْمَةٍ ۶

''رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں نمازِ تراویح پڑھنے کی تاکید فرماتے مگر حکم نہیں فرماتے تھے کہ لوگ عزیمت میں مبتلا ہوں''۔

جو ایمان کے درست کرنے اور ثواب حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھے

---

۵ شرح السنۃ جلد۲ ص ۵۰۹-۵۰۸' بخاری جلد۱ ص ۱۵۲' مسلم جلد۱ ص ۲۵۹' موطا امام مالک ص ۹۵' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ ص ۴۹۲' نسائی جلد۱ ص ۲۳۸' ابوداؤد جلد۱ ص ۲۰۱-۶ بخاری جلد۱ ص ۲۶۹' مسلم جلد۱ ص ۲۵۹' ابوداؤد جلد۱ ص ۲۰۱' نسائی جلد۱ ص ۳۰۷' ترمذی جلد۱ ص ۱۶۷' مسند احمد جلد۲ ص ۲۸۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ ص ۴۹۲' مصنف ابن شیبہ جلد۲ ص ۳۹۵' جلد۳ ص ۱' الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۹۶' شرح السنۃ جلد۲ ص ۵۰۸' موطا امام مالک ص ۹۶۔

تو اُس کے اَگلے گُناہ بخشے جائیں گے' جب رسول اللہ ﷺ نے دُنیا سے پردہ فرمایا' تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یہی طریقہ رہا' پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شروع خلافت میں بھی یہی طریقہ رہا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رمضان المبارک کی رات امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف گیا تو لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ رہے تھے۔ کوئی شخص تنہا نماز پڑھ رہا ہے' کوئی نماز پڑھتا ہے تو اُس کے ساتھ کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اگر میں اِن سب کو ایک قاری پر متفق کردوں تو بہت ہی اچھا ہوگا۔ پھر اُنہوں نے یہ عزم کرلیا اور اُن کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر متفق کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر دوسری رات میں امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا اور لوگ اپنے قاری صاحب کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **نِعمَ البِدعَةُ هٰذا** "یہ اچھی بدعت ہے۔" رات جس میں سوئے رہتے ہیں' اس سے بہتر ہے جس میں کھڑے رہتے ہیں۔ اُن کی مُراد رات کا آخری حصہ تھا اور لوگ رات کے پہلے حصے میں کھڑے ہوتے تھے۔ [1]

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے **بدعت** اِس لئے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ظاہری زمانۂ حیات میں اور اِسی طرح امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں پورا مہینہ نمازِ تراویح باجماعت نہیں پڑھی جاتی تھی۔ دراصل **بدعت** کا معنی یہ ہے کہ کوئی ایسا فعل جاری کیا جائے جو سیّد عالم ﷺ کے ظاہرۂ زمانہ شریف میں نہ تھا۔ اُس کی بڑی دو قسمیں ہیں۔ اگر وہ شریعت میں مستحسن افعال میں سے ہے تو بدعتِ حسنہ ہے اور اگر شریعت کے مستحسن افعال میں سے نہیں ہے تو بدعتِ سیئہ ہے اور

---

[1] بخاری جلد۱ص ۲۶۹' شرح السنۃ جلد۲ص ۵۱۰' موطا امام مالک ص ۹۷' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ص ۴۹۳۔

مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَاللّٰهِ حَسَنٌ ۸؎

کے پیشِ نظر سیدِ عالم ﷺ کے ظاہری زمانہءحیات کے بعد ہر نیا فعل اگر مسلمانوں کی نگاہ میں اَچھا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی نگاہ میں بھی اچھا ہے' وہ بدعتِ حسنہ ہے۔

اِس مذکورہ بالا حدیث شریف میں تراویح کی تعداد کا ذکر نہیں ہے۔

تعدادِ تراویح

حدیثِ حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ:

موطّا امام مالک میں حدیث شریف ہے جس کے راوی حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ ہیں۔ فرماتے ہیں'

كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلٰثٍ وَّ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً ۹؎

''کہ لوگ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں (۲۳) تئیس رکعات پڑھتے تھے۔ (بیس رکعت نمازِ تراویح اور تین وِتر)

حدیثِ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَّالْوِتْرَ ۱۰؎

یہ کہ ''رسول اللہ ﷺ رمضان (المبارک) میں ہمیشہ بیس رکعت (نمازِ

۸؎ نصب الرایۃ جلد۴ص ۱۳۳' مستدرک حاکم جلد۳ص ۷۸' کشف الخفا للعجلونی جلد۲ص ۲۶۳۔

۹؎ موطّا امام مالک ص ۹۸ (باب ماجاء فی قیام رمضان)' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ص ۴۹۶۔

۱۰؎ مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ص ۳۹۴' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ص ۴۹۶' مجمع الزوائد جلد۳ص ۱۷۲

تراویح) اور وتر پڑھتے تھے۔"

حدیثِ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ:

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ خَطَّابٍ رضی اللہ عنہ فِيْ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً [۱۱]

یہ کہ " (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں (لوگ) بیس رکعت (تراویح) پڑھتے تھے۔" امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت نمازِ تراویح کو باجماعت شروع کر دیا تو کسی صحابی (رضی اللہ عنہ) نے اِعتراض نہ کیا بلکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر عمل کیا۔ پھر اَب تک اِس پر عمل ہوتا آرہا ہے۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ مبارک ہے:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ [۱۲]

"یعنی تم میری سُنّت اور ہدایت یافتہ خلفاءِ راشدین کی سُنّت لازم پکڑو"۔

نیز فرمایا: اِقْتَدُوْا بَعْدِيْ اَبَا بَكْرٍ وَّ عُمَرَ [۱۳]

"میرے بعد (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کی اِقتداء کرنا"۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا فاروقِ اعظم (رضی اللہ عنہ) کی شان میں خاص طور پر فرمایا:

لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ [۱۴]

---

[۱۱] السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ص ۴۹۶، تفہیم البخاری جلد۳ص ۲۸۴، نصب الرایۃ جلد۲ص ۱۵۴۔
[۱۲] المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۸ص ۲۴۷-۲۴۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۱۰ص ۱۱۴، تلخیص الحبیر جلد۴ص ۱۹۰، نصب الرایۃ جلد۱ص ۱۲۶، الترغیب والترہیب جلد۱ص ۷۸۔ [۱۳] مسند احمد جلد۳ ص ۳۸۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۵ص ۱۲، جلد۸ص ۱۵۳، مستدرک حاکم جلد۳ص ۷۵، مجمع الزوائد جلد۹ص ۵۳، ۲۹۵، تلخیص الحبیر جلد۴ص ۱۹۰، درمنثور جلد۱ص ۳۳۰، شرح السنۃ جلد۷ ص ۱۹۴۔ [۱۴] مستدرک حاکم جلد۳ص ۸۵، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۷ص ۲۹۸۔

''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر (رضی اللہ عنہ) ہوتے''۔

جولوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کو بُرا سمجھتے ہیں اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سُنّت کو گمراہی سمجھتے ہیں وہ یقیناً خود گمراہ اور بے راہرو ہیں۔

غیر مقلدین اشتہارات اور رسائل چھاپ چھاپ کر ہزاروں روپے برباد کر رہے ہیں۔ وہی پیسے یتیموں، غریبوں، محتاجوں اور مجاہدینِ اسلام کی خدمت میں صَرف کریں۔ ایک بات فیصلہ شدہ اور روزِ روشن کی طرح واضح ہے اِس کے متعلق اِشتہارات پر پیسے برباد کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ غیر مقلدین اپنے قاعدے کلیے سے تسلیم کرتے ہیں کہ تراویح آٹھ رکعت نہیں۔ پھر بھی آٹھ رکعت کی رٹ لگانے میں مصروف ہیں۔ مولوی غلام رسول صاحب غیر مقلد (قلعہ میہان سنگھ ضلع گوجرانوالہ) نے اپنے رسالہ تراویح میں لکھا ہے۔ ۱۲۹۰ھ میں مولوی محمد حسین بٹالوی (وہابی) نے بیس تراویح کے خلاف لکھا ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّتِ مبارکہ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سُنّت بیس تراویح ہے۔ نمازِ تراویح کی تعداد سے بخوبی واقف ہونے کے لئے یہ بات جاننا ضروری ہے کہ تراویح کو تراویح کیوں کہتے ہیں اور اِس کے معنی کیا ہیں؟ اور گرائمر میں اِس کا مقام کیا ہے؟

اِس بات سے ہر صاحب علم واقف ہے کہ اُردو، انگریزی، فارسی اور پنجابی زبان میں یہ اُصول ہے کہ ایک چیز کو واحد شمار کیا جاتا ہے اور دو کو جمع میں گِنا جاتا ہے جبکہ عربی میں اصول ان زبانوں کے مقابلے میں مختلف ہے۔ عربی میں ایک چیز واحد شمار ہوتی ہے دو کا عدد تثنیہ میں شمار ہوتا ہے اور تین سے جمع کا صیغہ شروع ہوتا ہے۔ اِس کلیہ کے مطابق آپ باحوالہ تراویح کے معنی ملاحظہ فرمائیں۔

بحرالرائق جلد ۲ ص ۶۶ میں ہے:

اَلتَّرَاوِیْحُ جَمْعُ تَرْوِیْحَۃٍ وَّ ھِیَ فِی الْاَصْلِ مَصْدَرٌ

بِمَعْنَى الْاِسْتِرَاحَةِ سُمِّيَتْ بِهِ الْاَرْبَعُ رَكْعَاتِ الْمَخْصُوْصَةِ لِاِسْتِلْزَامِهَا اِسْتِرَاحَةٌ كَمَا هُوَ السُّنَّةُ فِيْهَا ۱۵؎

''تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور وہ اصل میں مصدر ہے بمعنی استراحت کے چار مخصوص رکعتوں کا نام ترویحہ اس لئے رکھا گیا کہ سنّتِ (مبارکہ) کے مطابق ان چار رکعتوں کے بعد استراحت لازم ہے''۔

موطا امام مالک ص ۹۷ حاشیہ نمبر۲ میں لکھا ہے' ماہِ رمضان (المبارک) میں جو قیام کیا جاتا ہے اس کا نام تراویح ہے۔ حضرت امام کرمانی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے قیامِ رمضان سے مراد تراویح ہے اور اس پر اتفاق ہے اور شرح کبیر میں ہے تراویح' قیامِ رمضان ہے۔

اَلتَّرَاوِيْحُ جَمْعُ تَرْوِيْحَةٍ وَّهِيَ الْمَرَّةُ الْوَاحِدَةُ مِنَ الرَّاحَةِ كَتَسْلِيْمَةٍ مِّنَ السَّلَامِ سُمِّيَتِ الصَّلٰوةُ جَمَاعَةٌ فِيْ لَيَالِيْ رَمَضَانَ تَرَاوِيْحٌ. لِاَنَّهُمْ اَوَّلُ مَا اجْتَمَعُوْا عَلَيْهَا كَانُوْا يَسْتَرِيْحُوْنَ بَيْنَ كُلِّ تَسْلِيْمَتَيْنِ قَالَهُ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ وَ قَالَ الْمَجْدُ فِي الْقَامُوْسِ تَرْوِيْحَةُ شَهْرِ رَمَضَانَ سُمِّيَتْ بِهَا لِاِسْتِرَاحَةِ بَعْدَ كُلِّ اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ ۱۶؎

''تراویح' ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ واحد کا صیغہ ہے۔ راحت سے مشتق ہے جو نماز رمضان المبارک کی راتوں میں باجماعت پڑھی جاتی ہے اس کا نام تراویح اس لئے رکھا گیا ہے کہ جب ابتداء میں لوگ اس نماز کو باجماعت پڑھنے لگے تو ہر دو

۱۵؎ حاشیہ موطا امام مالک ص ۹۷' چھاپہ میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی۔ ۱۶؎ حاشیہ موطا امام مالک ص ۹۷' فتح الباری جلد ۴ ص ۳۱۴' کتاب صلاۃ التراویح (چھاپہ بیروت لبنان)' زرقانی شرح موطا امام مالک جلد ۱ ص ۲۱۳ مطبوعہ مصر۔

سلاموں (یعنی چار رکعتوں) کے بعد آرام کرتے تھے"۔

غیر مقلدین کا ترجمان رسالہ ہفت روزہ اہلحدیث لکھتا ہے۔"تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ راحت سے ہے بمعنی آرام کے' صحابہ چار رکعتوں کے بعد آرام کیا کرتے تھے۔السنن الکبریٰ للبیہقی میں ہے۔ **کان یتروحون بعد اربع** یعنی صحابہ چار رکعتوں کے بعد آرام کیا کرتے تھے۔اسی مناسبت سے اس کو نمازِ تراویح کہا گیا ہے"۔ (من وعن ہفت روزہ اہلحدیث جلد۲۳۔ ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ'۲۰ مارچ ۱۹۹۲ء شمارہ نمبر۱۲)۔

حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوالخطیب رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت نقل کی ہے' ہمیں حضرت سوید بن غفلہ علیہ الرحمہ رمضان المبارک میں پانچ ترویحے نماز پڑھایا کرتے تھے۔یعنی بیس رکعات اور لکھتے ہیں شتیر بن شکل اصحاب علی رضی اللہ عنہ میں سے تھے۔وہ رمضان المبارک میں بیس رکعت نمازِ تراویح ہمیں پڑھاتے تھے اور تین وتر۔(السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ص ۴۹۶)

بقول مولوی غلام رسول صاحب (غیر مقلد) کے آٹھ تراویح کا جھگڑا مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے شروع کیا ہے اور یہ جھگڑا ۱۲۹۱ھ میں شروع کیا گیا۔

موصوف کی بات سے واضح ہوتا ہے غیر مقلدین نے ساری اُمت کے اکابرین' سلف صالحین' تبع تابعین' تابعین' صحابہ کرام' خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّتِ مبارکہ اور عملِ مبارک کے مقابلے میں غیر مقلد مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کو اپنا اِمام مان کر اُس کی تقلید میں آٹھ رکعت پر ضد لگا رکھی ہے۔

اگرچہ غیر مقلدین بھی تراویح کے سُنّت مبارکہ ہونے کے قائل ہیں۔ جیسا کہ غیر مقلدین کے ترجمان ہفت روزہ الاعتصام لاہور نے لکھا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ذَكَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَقَالَ اِنَّ رَمَضَانَ

شَهْرٌ افْتَرَضَ اللّٰهُ صِيَامَهُ وَ اِنِّیْ
سَنَنْتُ لِلْمُسْلِمِيْنَ قِيَامَهُ ۱۷

''نبی کریم ﷺ نے رمضان شریف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا'' اِس کے روزے اللہ تعالٰی نے فرض کئے اور اِس کی راتوں کا قیام میری سُنّت ہے''۔ (من و عن ہفت روزہ الاعتصام جلد ۳۲' ۳۰ شعبان ۱۴۰۱ھ' جمعۃ المبارک' ۳ جولائی ۱۹۸۱ء شمارہ ۴۹)

غیر مقلدین بیس رکعت کی بجائے آٹھ رکعت کے قائل ہیں۔ حالانکہ آٹھ رکعت کو تراویح کہنا ہی صحیح نہیں۔ اِس لئے عبارات منقولہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ترویحہ چار رکعت کو کہتے ہیں اور تراویح' ترویحہ کی جمع ہے اور عربی میں واحد تثنیہ اور جمع کے صیغے استعمال ہوتے ہیں۔ ترویحہ چار رکعت کے لئے بولا جاتا ہے۔ اِس کی تثنیہ ہے ترویحتان یعنی آٹھ رکعتیں۔ لہٰذا غیر مقلدین کو تراویح کی بجائے ترویحتان کہنا چاہیے۔ علمی اور عقلی طور پر تراویح کا اطلاق آٹھ پر ہوتا ہی نہیں۔

بعض اَوقات غیر مقلدین غلط فہمی اور ذہنی تراش خراش سے پیرِ پیراں غوث الثقلین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو غیر مقلد کہہ دیتے ہیں حالانکہ آپ مقلّد تھے۔ اور اہلِ اِسلام اہلسنّت و جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ صحیح العقیدہ اور پیروں کے پیر ہیں۔ وہ بھی لکھتے ہیں تراویح کی نماز' نمازِ عشاء کے فرضوں اور سنتوں کے بعد پڑھنی چاہیے۔ اِس واسطے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِسی طرح پڑھی ہے''۔

وَهِیَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً يَجْلِسُ عَقْبَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَ
يُسَلِّمُ فَهِیَ خَمْسُ تَرْوِيْحَاتٍ كُلُّ اَرْبَعَةٍ مِنْهَا تَرْوِيْحَةٌ ۱۸

''اور تراویح کی بیس رکعتیں ہیں اور ہر دوسری رکعت میں بیٹھے اور سلام

---

۱۷ سنن نسائی مطبوعہ المکتبہ السّلفیہ لاہور جلد ۱ ص ۲۵۰۔ ۱۸ غنیۃ الطالبین مترجم (عربی۔اردو) ص ۳۹۶' (چھاپہ مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور)۔

پھیرے۔ وہ پانچ ترویحہ ہیں ہر چار کا نام ترویحہ ہے‘‘۔

غیر مقلدین کے نمائندہ رسالہ ہفت روزہ اہلحدیث لاہور سے تراویح کے معنی اور وجہ تسمیہ بیان کی جاتی ہے تاکہ ہر خاص و عام کو علم ہو کہ غیر مقلدین حقیقتاً آٹھ کو تراویح نہیں مانتے مگر مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کی اندھی تقلید میں تعصب کا شکار اور حقیقت کے انکار کے مرض میں مبتلا ہیں۔

ہفت روزہ اہلحدیث جلد ۲۳۔ ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۹۲ء شمارہ نمبر ۱۲ کی فوٹو ملاحظہ فرمائیں۔

لفظِ تراویح ’’تَرْوِیْحَۃ‘‘ کی جمع ہے۔ اور ترویحہ کا معنی ایک بار آرام کرنا ہے۔ اِس نماز کا یہ نام اِس لئے رکھا گیا کہ لوگ اِس میں ہر چار رکعت کے بعد اِستراحت و آرام کرتے تھے۔ چنانچہ علامہ حافظ ابن حجرؒ ۔ فرماتے ہیں۔

وَالتَّرَاوِیْحُ جَمْعُ تَرْوِیْحَۃٍ وَهِیَ الْمَرَّةُ الْوَاحِدَةُ مِنَ الرَّاحَةِ. سُمِّیَتِ الصَّلٰوةُ فِی الْجَمَاعَةِ فِی لَیَالِیْ رَمَضَانَ التَّرَاوِیْحَ لِاَنَّهُمْ اَوَّلَ مَا اجْتَمَعُوْا عَلَیْهَا كَانُوْا یَسْتَرِیْحُوْنَ بَیْنَ كُلِّ تَسْلِیْمَتَیْنِ.

(فتح الباری شرح صحیح البخاری ص ۲۵۰ ج ۴)

ترجمہ:۔ تراویح، ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ مَرّت کا صیغہ ہے۔ راحت سے مُشتق ہے۔ جو نماز رمضان المبارک کی راتوں میں باجماعت پڑھی جاتی ہے اس کا نام تراویح اس لئے رکھا گیا ہے کہ جب ابتداء میں لوگ اس نماز کو باجماعت پڑھنے لگے تو ہر دو سلاموں (یعنی چار رکعتوں) کے بعد آرام کرتے تھے۔

تسبیح تراویح

تسبیح تراویح مقدس کلمات کا مجموعہ ہے جو موقعہ بہ موقعہ پیارے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانِ اطہر سے نکلتے رہے۔ مثلاً

سُبحَانَ ذِی المُلکِ وَالمَلکُوتِ الجَبرُوتِ وَالکِبرِیَآءِ [۱]

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے الدیلمی کے حوالہ سے کلمات لکھے ہیں:

سُبحَانَ ذِی المُلکِ وَالمَلکُوتِ سُبحَانَ ذِی العِزَّۃِ وَالجَبرُوتِ سُبحَانَ الحَیِّ الَّذِی لَا یَمُوتُ [۲]

اِسی طرح حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ میں پیارے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک شریف کی پھر وضو شریف فرمایا پھر (نفل) نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ قرآنِ مجید کی سورۃ البقرۃ کی تلاوت شریف شروع فرمائی جب ایسی آیتِ مبارک آتی جس میں رحمتِ خداوندی کا ذکر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر جاتے اور اللہ جلّ مجدہٗ الکریم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں سوال کرتے اور جب عذاب والی آیاتِ مبارکہ آتیں تو ٹھہرتے اور بارگاہِ الٰہی میں پناہ مانگتے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا اور رکوع میں اتنی دیر ٹھہرے جتنی دیر قیام فرمایا اور رکوع میں فرماتے تھے:

سُبحَانَ ذِی الجَبرُوتِ وَالمَلکُوتِ وَالکِبرِیَآءِ وَالعَظمَۃِ [۳]

---

[۱] کنز العمال جلد ۸ ص ۱۶۰ - [۲] کنز العمال جلد ۸ ص ۲۲۴ - [۳] نسائی جلد ۱ ص ۱۶۱، شرح السنۃ جلد ۴ ص ۲۲، ابو داؤد جلد ۱ ص ۱۳۴، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۲ ص ۳۱۰، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۸ ص ۶۱، تاریخ ابن عساکر جلد ۷ ص ۱۲۵-

پھر رکوع کے برابر سجدہ فرمایا اور سجدہ میں بھی یہ کلمات پڑھے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے الاسماء والصفات میں یہ کلمات لکھے ہیں:۔

سُبْحَانَ ذِی الْمَلَکُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ
وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْعَظَمَةِ (ص ۱۳۷)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑے ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا:۔

اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَالْجَبَرُوْتُ وَالْمَلَکُوْتُ
وَالْکِبْرِیَآءُ وَالْعَظَمَةُ [۴]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھتے اور وتروں میں:۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی، قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ
اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○

پڑھتے اور رکوع سے قبل دعائے قنوت پڑھتے اور سلام پھیرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین مرتبہ بلند آواز سے پڑھتے ہوئے سنا: سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ اور آخر میں فرماتے رَبُّ الْمَلٰٓئِکَةِ وَالرُّوْحِ [۵]

---

[۴] نسائی جلد ۱ ص ۱۶۳، مسند احمد جلد ۵ ص ۳۹۵، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۲۳۱، شرح السنۃ جلد ۴ ص ۲۰، الاسماء والصفات ص ۱۳۸، مشکل الآثار للطحاوی جلد ۱ ص ۳۰۸۔ [۵] السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۴۰، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۴۱، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۳۰۰، ۲۹۸، مسند احمد جلد ۳ ص ۴۰۷-۴۰۶، ابن حبان حدیث نمبر ۶۷۷، الاسماء والصفات للبیہقی ص ۳۸، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۶ ص ۳۳۵۔

کتاب الاذکار میں سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ کے کلمات ہیں (ص ۴۷)۔

کتاب السنی ص ۲۴۷ پر حدیث نمبر ۷۰۶ میں بھی ایسے ہی لکھا ہے (یہ کلمات حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ بلند آواز سے پڑھتے)۔

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ عابدہ زاہدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع وسجود میں یہ بھی فرمایا کرتے تھے:۔

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوْحِ [۶]

امام مسلم علیہ الرحمہ نے حضرت ابن ابی عروبہ علیہ الرحمہ کی حدیث اپنی صحیح میں نقل کی ہے۔

حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ردالمحتار علی الدرالمختار میں محولہ بالا تمام کلمات اور کچھ اور کلمات کو ملا کر بایں ترتیب تسبیح لکھی ہے:

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْهَیْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوْحِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُاللّٰهَ نَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ [۷]

---

[۶] ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۰' مشکوٰۃ ص ۱۱۲' نسائی جلد ۱ ص ۲۵۲' کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۹۳۴۔ ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۳۴' مسند احمد جلد ۶ ص ۱۱۵' ۹۴' ۳۵' در منثور جلد ۶ ص ۳۰۹' قرطبی جلد ۱ جز ۱ ص ۲۷۷' مسلم جلد ۱ ص ۱۹۲' نسائی جلد ۱ ص ۱۶۰' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۸۷' مشکوٰۃ ص ۸۲۔

[۷] الدرالمختار جلد ۱ ص ۴۷۴' بہارشریعت جلد ۴ ص ۳۳ (چھاپہ غلام علی اینڈ سنز)۔

''پاک ہے ملک وملکوت والا' پاک ہے عزت' عظمت' ہیبت' بڑائی اور جبروت والا' پاک ہے شہنشاہ جو زندہ ہے نہ وہ سوتا ہے اور نہ مرتا ہے' پاک اور مقدس ہے فرشتوں اور روح کا مالک' اللہ (جل جلالہ) کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ ہم اللہ (جلّ شانہ) سے مغفرت چاہتے ہیں (اے اللہ جلّ جلالک) تجھ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور جہنم کی آگ سے تیری پناہ مانگتے ہیں''۔

بہارِ شریعت میں تراویح کے بیان میں فتاویٰ عالمگیری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:

ہر چار رکعت پر اتنی دیر تک بیٹھنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھیں اور اس بیٹھنے میں نمازی کو اِختیار ہے چپکا بیٹھا رہے یا کلمہ پڑھے یا تلاوت کرے یا دُرود شریف پڑھے یا چار رکعتیں تنہا نفل پڑھے (جماعت سے مکروہ ہے) یا یہ (یعنی محولہ بالا) تسبیح پڑھے۔ جسے تسبیح تراویح کہا جاتا ہے۔ [8]

---

[8] بہار شریعت جلد۴ص ۳۵۶-۳۲-

اِعتکاف اور مسائل اِعتکاف

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِى الْمَسَاجِدِ...

(البقرۃ: ۱۸۷)

"اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجد میں اِعتکاف میں ہو"۔

عاکفون عکف سے بنا ہے جس کے معنی ہیں ٹھہرنا' پکڑنا' قائم رہنا یا کسی جگہ بند ہونا۔ شریعتِ مطہرہ میں دنیوی تعلقات اور مصروفیات اور بیوی بچوں سے الگ ہو کر مسجد میں (بہ نیت عبادت) قیام کرنے یا ٹھہرنے کو اِعتکاف کہتے ہیں۔ اِعتکاف قدیم عبادت ہے۔

حکمتِ اِعتکاف:

حکمتِ اِعتکاف یہ ہے کہ دنیوی مصروفیات اور نفسانی خواہشات سے بے تعلق ہو کر ایک کلمہ گو ایماندار فکر و عمل کی ساری قوتوں کو اللہ (عزوجل) کی یاد میں اور عبادت میں لگا دے۔ اِس عمل سے تزکیۂ نفس کی خاطر لغو باتوں اور برائیوں سے آدمی محفوظ رہتا ہے۔ شب و روز کے مجاہدے عبادت اور ذکر و دُرود کی کثرت سے سکونِ قلب اور روحانی سرور حاصل ہوتا ہے۔ اِس چند روزہ تربیتی کورس سے عبادت میں خشوع و خضوع اور قرب حاصل ہوتا ہے۔ چند دن کا مجاہدہ دل پر گہرے اثرات چھوڑتا ہے۔ اِعتکاف بندۂ مومن کو یہ اِحساس دلاتا ہے کہ دنیا کی طرح طرح کی رنگینیوں اور دِل کشیوں کے باوجود ربّ ذوالجلال والاکرام سے تعلق مضبوط سے مضبوط تر ہونا چاہئے اور اِتباعِ مصطفیٰ ﷺ اور عشقِ رسول ﷺ خلاصۂ زندگی ہونا چاہئے۔

آخری عشرہ میں اِعتکاف:

(۱) اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اِرشاد

فرماتی ہیں' (پیارے) نبی (کریم رؤف ورحیم) ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اِعتکاف فرماتے تھے۔ [۱]

تمام نیکیوں کا ثواب:

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ فِی الْمُعْتَکِفِ ھُوَ یَعْتَکِفُ الذُّنُوْبَ وَیُجْزٰی لَہٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ کَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ کُلِّھَا [۲]

رسول اللہ ﷺ نے معتکف کے بارے میں اِرشاد فرمایا: ''اِعتکاف گناہوں سے باز رکھتا ہے اور معتکف کو تمام نیکیوں کا ثواب دیا جاتا ہے۔ تمام نیکیاں کرنے والے کی طرح۔''

دو حج اور دو عمرے کا ثواب:

(۳) حضرت اِمام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ سے بیان فرماتے ہیں کہ پیارے محبوب پاک علیہ الصلوٰۃ والسّلام والتحیۃ والثناء نے اِرشاد مبارک فرمایا کہ جس نے رمضان المبارک میں آخری دس دنوں کا اِعتکاف کرلیا تو وہ ایسا ہے جیسے دو حج اور دو عمرے کئے۔ (بہارِ شریعت حصہ پنجم' اِعتکاف کا بیان)

اِعتکاف کی سُنّت:

(۴) اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں:

اَلسُّنَّۃُ عَلَی الْمُعْتَکِفِ اَنْ لَّا یَعُوْدَ مَرِیْضًا وَّلَا یَشْھَدُ

---

[۱] ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۴۱' بخاری جلد ۱ ص ۲۷۱' عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما' مسلم جلد ۱ ص ۳۷۱' ترمذی ص ۱۶۴' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۳۱۵ - ۳۱۴' فتح الباری جلد ۴ ص ۲۷۱' سنن دارمی جلد ۲ ص ۲۷' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۳۹۱ - [۲] مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۳۔

جَنَازَةً وَّلَا يَمَسُّ الْمَرْأَةَ وَلَا يُبَاشِرُهَا وَلَا يَخْرُجُ لِحَاجَةٍ اِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ وَلَا اِعْتِكَافَ اِلَّا بِصَوْمٍ وَّلَا اِعْتِكَافَ اِلَّا فِيْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ [۳]

''معتکف کے لئے سُنّتِ مبارکہ یہ ہے کہ نہ تو بیمار کی مزاج پرسی کرے' نہ جنازے کے لئے جائے' نہ عورت کو ہاتھ لگائے اور نہ مباشرت کرے اور نہ ہی کسی کام کے لئے مسجد سے باہر نکلے' مگر حاجاتِ ضروریہ کے لئے۔ اِعتکاف (مسنون) بغیر روزہ کے نہیں ہوتا اور جامع مسجد (یعنی جماعت والی مسجد) میں اِعتکاف کرے''۔

سر پر کنگھی کرنا:

(۵) اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اعْتَكَفَ اَدْنٰى اِلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَاُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةِ الْاِنْسَانِ [۴]

''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اِعتکاف کی حالت میں مسجد میں رہ کر اپنا سر (انور) میرے حجرہ (مبارک) کے اندر فرما دیتے۔ میں آپ (ﷺ) کے سر (مبارک) میں کنگھی (شریف) کر دیتی اور آپ ﷺ اِعتکاف کی حالت میں بغیر ضرورت گھر میں تشریف نہ لاتے''۔

سر کا دھونا:

(۶) اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ محسنہ مفسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ میرے ساتھ ملتے اور اِعتکاف کی حالت میں مسجد

[۳] ابوداود جلد ۱ ص ۳۳۲' مشکوٰۃ ص ۱۸۳' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ ص ۳۲۱' ۳۲۰- ۳۱۵-

[۴] بخاری جلد ۱ ص ۲۷۱' باب المعتکف لا یدخل البیت الا لحاجۃ' ترمذی جلد ۱ ص ۱۶۵-

سے سر (مبارک) باہر نکالتے۔ میں سر (انور) کو دھوتی حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔ ابنِ ماجہ شریف میں نورانی پاؤں مبارک دھونے کا ذکر بھی ہے۔ ۵

نوٹ: مذکورہ بالا دونوں احادیثِ مبارکہ سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ معتکف اپنے جسم کا کچھ حصہ مسجد سے باہر نکالے تو اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔

اِجتماعی اِعتکاف:

(۷) حضرت ابو سلمٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا، وہ میرے دوست تھے۔ اُنہوں نے کہا ہم نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان شریف کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کی بیسویں صبح کو باہر تشریف لائے اور ہم کو مخاطب کر کے فرمایا۔ مجھے شب قدر دکھلائی گئی لیکن بھلا دیا گیا تو تم اِس کو آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ الی آخر۔ ۶

(۸) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ جب بیسویں رات گزر جاتی اور اکیسویں رات آتی تو اپنے آستانہ عالیہ شریف میں واپس تشریف لے آتے وَرَجَعَ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهٗ "اور جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف میں ہوتے وہ بھی گھروں میں واپس ہو جاتے"۔ ایک رمضان المبارک کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں رہے جس میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے چاہا وہ اُن کو حکم فرمایا کہ میں اِس عشرے میں اعتکاف کیا کرتا تھا۔ اَب میرے لئے یہ انکشاف ہوا ہے کہ میں آخری عشرہ میں اعتکاف کروں۔ اس لئے جتنے لوگ میرے ساتھ اعتکاف میں

---

۵ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص۳۱۶، مسند احمد جلد۶ ص۳۲، تفسیر طبری جلد۳ ص۱۰۶، باب غسل المعتکف، بخاری جلد۱ ص۲۷۲۔ ۶ بخاری جلد۱ ص۲۷۰، باب التمسوا لیلۃ القدر فی السبع الاواخر۔

ہیں وہ اعتکاف ہی میں رہیں۔ الی اخر۔ [۱]

مسجد میں خیمے لگانا:

(۹) اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکارِ کائنات ﷺ ماہِ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔ میں آپ ﷺ کے لئے خیمہ لگاتی۔ آپ ﷺ صبح کی نماز ادا فرماتے اور اُس میں چلے جاتے۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے ایک خیمہ لگانے کا اِذن چاہا۔ اُنہوں نے اِذن دیا۔ پھر اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی ایک خیمہ (مسجد میں) لگایا۔ جب اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا تو اُنہوں نے بھی ایک خیمہ نصب کر لیا۔ جب صبح ہوئی تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے کئی خیمے دیکھے تو فرمایا یہ کیا ہے؟

لوگوں نے سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ سمجھتے ہو یہ خیمے ثواب کی نیّت سے کھڑے کئے گئے ہیں؟ پھر اُس مہینے کا اِعتکاف ترک فرمادیا اور شوال المکرّم کے دس دنوں کا اِعتکاف فرمایا۔ (عید کا دن نکال کر)۔

تشریح: حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ حضور سیّدِ عالم ﷺ نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو مسجد میں اِعتکاف سے اِس لئے منع فرمایا تھا کہ اُنہوں نے فخر و مباہات کا اِرادہ کیا تھا یا اِس لئے کہ مسجد میں لوگوں کا اِجتماع ہوتا تھا اور دیہاتی لوگ اور منافق بھی مسجد میں آجاتے اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو خیموں سے باہر جانے اور اندر آنے کی بھی ضرورت تھی۔ نیز جب بیبیاں مسجد میں معتکف ہوں تو گھر والی صورت پیدا ہوتی ہے۔ یا یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ زیادہ خیموں سے

---

[۱] السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۳۱۹، بخاری جلد۱ ص ۲۷۰، باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر فیہ عبادۃ۔

مسجد میں جگہ تنگ ہو جاتی ہے۔ ۸

اعتکاف کرنے والوں کو پردہ ہٹانے کا حکم:

(۱۰) حضرت ابو بکر قطبہ بن مالک علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین خلیفہ ثانی مراد مصطفیٰ (ﷺ) حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چند لوگوں کو دیکھا جنہوں نے مسجد میں اِعتکاف کیا اور پردہ ڈال رکھا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اِس کو برُا سمجھا اور فرمایا یہ کیا ہے؟ اُن اِعتکاف کرنے والوں نے عرض کیا ''ہم تو صرف اپنے کھانے پر پردہ ڈالتے ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پردہ ڈال لو اور جب کھانا کھا چکو تو اِس کو ہٹا دو۔'' ۹

(۱۱) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں (میرے والد محترم امیر المؤمنین مراد مصطفی ﷺ) حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ سے سوال کیا کہ میں نے دورِ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ ایک رات مسجدِ حرام میں اِعتکاف کروں گا تو نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: تم اپنی نذر پوری کرو۔

تشریح: صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دن اِعتکاف کی نذر مانی تھی۔ ابنِ حبان نے کہا دونوں روایات میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ اُنہوں نے ایک دن اور رات کی نذر مانی تھی جس نے رات کو ذکر کیا اُس نے دن کا اِرادہ بھی کیا ہے اور جس نے دن کا ذکر کیا اُس نے رات کا ذکر بھی کیا ہے کیونکہ حضرت اِمام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم رؤف

---

۸ بخاری جلد۱ ص ۲۷۲، باب اعتکاف النساء و باب الاخبیۃ فی المسجد، مسلم جلد۱ ص ۳۷۱، ابن ماجہ ص ۱۲۸، ابوداؤد جلد۱ ص ۳۹۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۳۲۲ - ۳۲۳۔ امام بخاری رحمۃ اللہ نے اس حدیث کو شوال المکرم میں اعتکاف کرنے کے لئے باب میں بھی نقل کیا ہے۔ تفہیم البخاری جلد۳ ص ۳۰۱۔ ۹ ازالۃ الخفاء مترجم جلد۳ ص ۳۷۶ - اس واقعہ میں بھی اجتماعی اعتکاف کا ثبوت موجود ہے۔

ورحیم ﷺ سے عرض کیا کہ اُن پر اعتکاف ہے تو آپ ﷺ نے اُن کو حکم فرمایا کہ اِعتکاف کریں اور روزہ رکھیں۔" [۱۰]

عورتوں کا اِعتکاف:

(۱۲) اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اِعتکاف فرماتے تھے یہاں تک کہ دنیا سے پردہ فرما گئے۔ پھر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی بیویوں (اُمہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن) نے اِعتکاف کیا۔

تشریح: حضرت اِمام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شارح مسلم فرماتے ہیں' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کا اِعتکاف کرنا صحیح ہے کیونکہ سیّدِ عالم ﷺ نے اُن کو اِعتکاف کرنے کی اجازت دے رکھی تھی۔

حضرت اِمام ابوحنیفہ ؓ فرماتے ہیں: عورتیں گھروں کی مساجد (مسجدِ بیت جہاں وہ عموماً نماز پڑھتی ہیں) میں اِعتکاف کریں۔ حضرت اِمام شافعی ؓ کا قدیم قول حضرت امام ابوحنیفہ ؓ کے موافق ہے۔ گھر کی مسجد میں ہر عورت کا اِعتکاف درست ہے۔

عورت کا اپنے معتکف شوہر کی زیارت کرنا:

(۱۳) حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی زوجہ مطہرہ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُن کو خبر دی کہ جب رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے اِعتکاف کے لئے مسجد میں تھے تو وہ زیارت کرنے کے لئے حاضر ہوئیں۔ کچھ دیر آپ ﷺ کے پاس بیٹھ کر گفتگو کرتی رہیں۔ جب واپس جانے کے لئے اُٹھیں تو نبی کریم رؤف ورحیم

---

[۱۰] بخاری جلد ۱ ص ۲۷۲' نووی شرح مسلم جلد ۱ ص ۳۷۱' ابن ماجہ ص ۱۲۸' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ ص ۳۱۸۔ تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۳۰۰۔ ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۳۲۔

ﷺ اُن کے ساتھ کھڑے ہوئے تاکہ اُن کو گھر پہنچادیں۔ یہاں تک کہ جب وہ اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازہ کے پاس مسجد کے دروازہ تک پہنچیں تو اَنصار رضی اللہ عنہ کے دو آدمی گزرے' اُنہوں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو سلام عرض کیا۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے دونوں سے فرمایا: ٹھہرو! یہ خاتون جو میرے ساتھ ہے' اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ بنت حی رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ اُنہوں نے عرض کیا' سبحان اللہ! یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)۔ آپ ﷺ کا فرمانا اُن پر بہت شاق گزرا تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا۔ میاں! شیطان اِنسان کے رگ وریشہ میں خون کی طرح پھرتا ہے' مجھے ڈر ہوا کہ تمہارے دِلوں میں شیطان کوئی بدگمانی نہ ڈال دے۔ [۱]

تشریح: حضور سیّد عالم ﷺ مسجد میں معتکف تھے۔ آپ ﷺ کی بیبیاں زیارت کے لئے آپ ﷺ کے پاس آئیں (معلوم ہوا کہ عورت اپنے شوہر کی زیارت کے لئے مسجد میں آسکتی ہے جبکہ عذر نہ ہو) جب وہ جانے لگیں تو آپ ﷺ نے اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: میں تمہارے ساتھ جاتا ہوں اور مسجد کے دروازے تک اُن کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ اُن کا حجرہ مبارک حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گھر میں تھا۔ دو اَنصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما گزرے حضرت ابن عطا علیہ الرحمہ نے شرح عمدۃ میں لکھا ہے کہ وہ حضرت اُسید بن حضیر اور حضرت عباد بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔

حضرت اِمام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر وہ بدگمانی کرلیتے تو اُن کے کفر کا خطرہ تھا۔ اِس لئے آپ ﷺ نے جلدی سے اُن کو حال سے آگاہ کردیا تاکہ شیطان اُن کے دِلوں میں بدگمانی پیدا نہ کردے۔ اگر اَیسا ہوتا تو وہ تباہ وبرباد ہوجاتے کیونکہ اَنبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ بُرا گمان کفر ہے۔

---

[۱] بخاری جلد ۱ ص ۲۷۱' مسلم جلد ۱ ص ۲۷۱' ترمذی جلد ۱ ص ۱۶۴' ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۴۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۳۱۵-۳۲۰۔

مسئلہ: اِعتکاف والا اپنے اُوپر سے بدگمانی دُور کرسکتا ہے۔ حضرت اِمام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابواب الِاعتکاف میں ضمنی باب باندھا ہے۔ ۱۲؎

بیس دن کا اِعتکاف:

(۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کَانَ یَعْتَکِفُ کُلُّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَکَفَ عِشْرِیْنَ فِی الْعَامِ الَّذِیْ قُبِضَ ۱۳؎

''نبی کریم ﷺ ہر رمضان المبارک میں دس دن کے لئے اِعتکاف فرماتے تھے۔ جب وہ سال آیا جس میں آپ ﷺ نے دُنیا سے پردہ فرمایا تو آپ ﷺ نے بیس دن اِعتکاف فرمایا''۔

تشریح: یہ اِعتکاف سُنّتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ حضرت علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ اَحناف کے مذہب میں یہ ضابطہ اور قاعدہ ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ کا کسی عمل پر دوام اور اِستمرار فرمانا اُس کے وجوب اور اُس کے سُنّتِ مؤکدہ ہونے پر دلالت کرتا ہے جو واجب کی قوت میں ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کو معلوم ہوگیا تھا کہ اَب وفات قریب ہے تو عبادت میں اور زیادہ کوشش کی۔ بعضوں نے کہا آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ ہر سال (حضرت) جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ سے قرآنِ پاک کا دَور ایک بار کیا کرتے تھے۔ اِس سال دو بار کیا۔ آپ ﷺ نے عملِ مبارک

۱۲؎ بخاری جلد۱ ص ۲۷۲، تین سندیں (باب زیارۃ المراۃ زوجھا فی اعتکافہ) جلد۱ ص ۲۷۳، ابن ماجہ جلد۱ ۱۲۸، ابوداؤد جلد۱ ص ۳۳۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۳۲۴۔ ۳۲۱۔ تیسیر الباری شرح بخاری جلد۳ ص ۱۶۳، تفہیم البخاری جلد۳ ص ۳۰۲۔ بخاری جلد۱ ص ۳۰۲، باب ہل یدراء المعتکف عن نفسہ۔ ۱۳؎ بخاری حدیث نمبر ۱۹۹۸، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۴۶۶، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۷۶۹، مسند احمد جلد۲ ص ۳۳۶، ۳۹۹، ۳۵۵، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۰۹۹، مرقاۃ جلد۴ ص ۵۲۵، دارمی جلد۲ ص ۲۷، کنز العمال حدیث نمبر ۱۸۲۹۸، شرح السنۃ جلد۳ ص ۵۵۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۳۱۴۔

میں اضافہ فرمایا تاکہ آپ ﷺ کی اُمت آخر عمر میں نیک عمل کرنے میں کوشش کرے اور اَچھے اَعمال کی صورت میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ سے ملاقات کرے۔

حضرت ابنِ منذر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ حضرت عطا خراسانی علیہ الرحمہ نے روایت بیان کی کہ وہ کہتے تھے کہ معتکف کی مثال اُس غلام جیسی ہے کہ جو اپنے آپ کو اپنے مالک کے آگے ڈال دے پھر یہ کہے میں یہاں سے ہرگز نہیں جاؤں گا۔ حتیٰ کہ مجھے معاف کردے یا میرے گناہ بخش دے۔ (واللہ ورسولہ اعلم) ۱۴

آخری عشرہ میں شب بیداری:

(۱۵) اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب (ماہِ) رمضان (المبارک) کا آخری عشرہ داخل ہوتا۔ آپ ﷺ رات کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے اور عبادت میں بہت کوشش فرماتے اور (اُمت کے نمونہ کے لئے) کمرِ ہمت باندھتے۔ ۱۵

اَقسامِ اِعتکاف

اِعتکاف کی تین قسمیں ہیں: (۱) اِعتکاف واجب۔ (۲) اِعتکاف سُنّتِ مُؤکّدہ علی الکفایہ۔ (۳) اِعتکاف مستحب، تطوع یا نفل۔

(۱) واجب اِعتکاف:

نذر مانا ہوا اِعتکاف۔ کسی نے یوں ہی اِعتکاف کی نذر مانی یا کسی شرط کے ساتھ مانی۔ مثلاً یہ کہا کہ اگر میں اِمتحان میں کامیاب ہوگیا تو میں اِعتکاف کروں گا تو یہ اِعتکاف واجب ہے اور اِس کا پورا کرنا ضروری ہے۔

---

۱۴ بخاری جلد ۱ ص ۲۷۴، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۵۵، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۳۱۴، فتح الباری جلد ۴ ص ۲۸۳-۲۸۴، تاریخ بغداد للخطیب البغدادی جلد ۱۴ ص ۱۶۷- تیسیر الباری وحید الزماں (اہلحدیث) جلد ۳ ص ۱۶۹ (من وعن)، ابن ماجہ ص ۱۲۷ عن ابی ہریرہ وابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۳۱- ۱۵ مسلم جلد ۱ ص ۳۷۲ دوسندیں۔

واجب اِعتکاف کا وقت:

واجب اِعتکاف کے لئے چونکہ روزہ شرط ہے اس لئے اس کا کم از کم وقت ایک دن اور رات ہے۔ یا قبل طلوعِ فجر سے لے کر غروبِ آفتاب تک ہے۔ ایک دن سے کم چند گھنٹے کے لئے اِعتکاف کی نذر ماننا بے معنی ہے۔

(۲) سُنّتِ مُؤکّدہ اِعتکاف علی الکفایہ:

ماہِ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اِعتکاف کرنا سُنّتِ مُؤکّدہ علی الکفایہ ہے اگر مسلمان اس سُنّت کو اِجتماعی طور پر چھوڑ دیں گے، تو سب ہی گنہگار ہوں گے اور اگر بستی کے کچھ افراد بھی اس سُنّت کا اِہتمام کرلیں تو چونکہ یہ سُنّتِ مُؤکّدہ علی الکفایہ ہے اس لئے چند افراد کا اِعتکاف یا ایک دینی بھائی کا اِعتکاف سب کی طرف سے کافی ہوگا۔ اگر کوئی بھی دینی بھائی اِعتکاف نہ بیٹھے تو یہ بات اِنتہائی تشویش ناک ہوگی کہ پورا مسلمان معاشرہ اِس سے لاپرواہی برتے اور محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ والثناء کی یہ محبوب سُنّتِ مبارکہ بالکل ہی مٹ جائے۔

مسنون اِعتکاف کا وقت:

مسنون اِعتکاف کا وقت رمضان المبارک کی بیس تاریخ کو غروب آفتاب کے پہلے سے لے کر عید کا چاند نظر آنے تک ہوتا ہے۔ چاہے چاند ۲۹ رمضان المبارک کو نظر آئے یا ۳۰ رمضان المبارک کو۔ ہر حال میں مسنون اِعتکاف پورا ہو جائے گا۔ اگر کوئی دینی بھائی ۲۰ رمضان المبارک کو غروب آفتاب کے بعد اِعتکاف کے لئے مسجد میں آئے گا تو اُس کا مسنون اِعتکاف نہیں ہوگا۔ اِسی طرح اگر کوئی دینی بہن اِعتکاف کرنا چاہتی ہے تو وہ بھی اپنے گھر میں اُس مخصوص جگہ میں داخل ہو جائے جو اِعتکاف کے لئے مخصوص کی ہے۔ عید کا چاند نظر آنے تک وہاں رہے۔ البتہ طبعی ضروریات کے لئے جا سکتی ہے۔ اِس کا ذکر آئندہ صفحات میں آئے گا۔

(۳) نفلی اِعتکاف:

واجب اور مسنون اِعتکاف کے علاوہ جو اِعتکاف کیا جاتا ہے۔ اُسے مستحب، نفلی اعتکاف کہتے ہیں، اُس کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ جب بھی کوئی دینی بھائی مسجد میں جائے تو کہہ لے کہ میں نے اِعتکاف کی نیّت کی جب تک مسجد میں رہوں۔ اِس اِعتکاف میں روزہ شرط نہیں ہے۔

مستحب اِعتکاف کا وقت:

یہ اِعتکاف کسی بھی وقت ہوسکتا ہے اِس کے لئے نہ تو وقت مقرر ہے نہ ہی کوئی مہینہ۔ یہ چند لمحات کا بھی ہوسکتا ہے۔ جب مسجد میں داخل ہوں نیت اِعتکاف کر لیں۔ اِعتکاف کا اَجر وثواب ملے گا۔ مسنون اور واجب اِعتکاف طبعی حاجت کی غرض سے خارج از مسجد جگہوں میں جانے سے نہیں ٹوٹتا مگر نفلی اِعتکاف مسجد سے باہر نکلتے ہی ختم ہوجاتا ہے۔ پھر جب دوبارہ مسجد میں داخل ہوں تو پڑھ لیں:

نَوَیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِکَافِ لِلّٰہِ تَعَالٰی

نوٹ: اگر مسجد کے دروازے پر یہ عبارت لکھ دی جائے کہ ”اے دینی بھائیو! اِعتکاف کی نیت کرلو اِعتکاف کا ثواب پاؤ گے“ تو بہتر ہے۔ اِس طرح جو دینی بھائی اِس سے ناواقف ہیں اُنہیں معلوم ہوجائے گا اور جو جانتے ہیں اُن کے لئے یاددہانی ہوجائے گی۔

اَعلیٰ ترین اِعتکاف:

سب سے اَعلیٰ ترین اِعتکاف وہ ہے جو مسجد الحرام میں کیا جائے، اِس کے بعد وہ اِعتکاف ہے جو مسجد نبوی شریف میں کیا جائے۔ اِس کے بعد اُس اِعتکاف کا درجہ ہے جو بیت المقدس میں کیا جائے۔

اِن مقدس مقامات کے علاوہ وہ اِعتکاف افضل ہے جو کسی جامع مسجد میں کیا

جائے جہاں باقاعدہ اذان ہوتی ہو نماز باجماعت کا اہتمام ہو اور نماز جمعۃ المبارک کا بھی۔

اِعتکاف کی شرائط:

اِعتکاف کی پانچ شرطیں ہیں، جن کے بغیر اِعتکاف نہیں ہوتا۔

(۱) مسجد میں قیام:

مَردوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسجد میں اِعتکاف کریں۔ چاہے اس میں نمازِ پنجگانہ باجماعت کا اہتمام ہو یا نہ ہو مسجد میں اِعتکاف کے بغیر مَردوں کا اِعتکاف صحیح نہیں۔

(۲) نیّت:

نیّت کے بغیر اِعتکاف نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص یونہی نیت کے بغیر مسجد میں ٹھہرا رہا تو یہ ٹھہرنا اِعتکاف نہ ہوگا۔ مسجد میں اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط و بے حد جَلَّ جَلَالُہٗ کی رضا کی نیّت کے ساتھ اور سُنّتِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ادا کرنے کی نیّت سے ٹھہرنا اِعتکاف ہے۔

(۳) حدثِ اکبر سے پاک ہونا:

جائے اِعتکاف میں داخل ہوتے وقت مرد حالتِ جنابت سے پاک ہوں اور خواتین حیض ونفاس سے پاک ہوں۔

(۴) مسلمان ہونا:

اِعتکاف کے لئے مسلمان ہونا اور ہوش مند ہونا شرط ہے۔ البتہ مرد وعورت کا بالغ ہونا شرط نہیں بلکہ نابالغ بھی جو تمیز رکھتا ہے اگر بہ نیت اِعتکاف مسجد میں ٹھہرے تو یہ اِعتکاف صحیح ہے۔

(۵) روزہ:

اِعتکاف میں روزے سے رہنا شرط ہے۔ واجب اِعتکاف اور سُنّتِ

مؤکدہ علی الکفایہ اِعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے' البتہ نفلی اِعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں۔

معتکف کے لئے مستحب اُمور اور اَعمال:

ذکر و فکر' دینی مسائل اور معلومات پر غور' تسبیح و تہلیل اور حمد و ثناء کرنا' قرآنِ حکیم کی تلاوت' اگر ترجمہ بھی پڑھنا ہو تو اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا خاں صاحب قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو ترجمہ' قرآن پاک کنزالایمان کے نام سے کیا ہے' اُسے پڑھے۔ تفسیر شریف پڑھنی ہو تو نور العرفان' خزائن العرفان' تفسیر حسنات' تفسیر نعیمی اور تفسیر مظہری۔ مسائل کے لئے بہارِ شریعت' سیرت کے لئے مدارج النبوۃ' فقہی الجھنوں کو دُور کرنے کے لئے جاء الحق' تصوف کے لئے عوارف المعارف' کشف المحجوب اور اخبار الاخیار' وغیرہ نعتوں کے لئے حدائق بخشش اور نگینے دے نگینے رسائل میں سیدھا راستہ' السعید' رضائے مصطفیٰ وغیرہ' دُرود شریف اور دوسرے اَذکار کا اِہتمام کرنا' دینی علوم پڑھانا' وعظ و نصیحت اور تبلیغ و تلقین میں مصروف ہونا' دینی تصنیف و تالیف کے کام میں مصروف ہونا۔

اِعتکاف کرنے والی دینی بہنوں کے لئے چند خاص مسائل:

(۱) عورت نے اِعتکاف کی منّت مانی تو شوہر منّت پوری کرنے سے روک سکتا ہے۔ (عالمگیری' بہارِ شریعت)

(۲) شوہر نے بیوی کو اِعتکاف کی اِجازت دے دی۔ اَب اگر روکنا چاہے تو نہیں روک سکتا۔ (عالمگیری' بہارِ شریعت)

(۳) قضائے حاجت کے لئے بیت الخلاء گئی تو طہارت کے بعد فوراً اِعتکاف کی جگہ پر چلی جائے۔ وہاں ٹھہرنے کی اِجازت نہیں۔ بغیر عذر کے اِعتکاف واجب و مسنون میں مسجد بیت سے نہیں نکل سکتی۔ اگرچہ گھر ہی میں رہی تو اِعتکاف جاتا رہا۔ (عالمگیر' ردالمختار' بہارِ شریعت)

(۴) اِعتکاف کی قضاء کرے اگر حیض یا نفاس آیا۔ اگر بعض دن کا اِعتکاف فوت ہو تو بعض کی قضاء کرے۔ اگر کل فوت ہو تو کل کی قضاء کرے۔

(۵) عورت کو مسجد میں اعتکاف مکروہ ہے بلکہ وہ گھر میں ہی اِعتکاف کرے مگر اُس جگہ کرے جو اُس نے نماز پڑھنے کے لئے مقرر کر رکھی ہے جسے **مسجدِ بیت** کہتے ہیں اور عورت کے لئے مستحب ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لئے کوئی جگہ مقرر کر لے اور چاہئے کہ اُس جگہ کو پاک صاف رکھے اور بہتر یہ ہے کہ اُس جگہ کو چبوترا وغیرہ کی طرح بلند کرے بلکہ مَرد کو بھی چاہئے کہ نوافل کے لئے گھر میں کوئی جگہ مقرر کرلے کہ نوافل کی نماز گھر میں پڑھنا اَفضل ہے۔

(۶) اگر عورت نے نماز کے لئے کوئی جگہ مقرر نہیں کر رکھی تو گھر میں اِعتکاف نہیں کر سکتی۔ البتہ اگر اُس وقت یعنی جب اِعتکاف کا اِرادہ کیا کسی جگہ کو نماز کے لئے خاص کر لیا تو اُس جگہ اِعتکاف کر سکتی ہے۔

مسجد سے نکلنے کے عذر:

معتکف کو مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں:

(۱) حاجتِ طبعی کہ مسجد میں پوری نہ کر سکے جیسے پاخانہ' پیشاب' اِستنجاء' وضو اور اگر غسل کی ضرورت ہو تو غسل۔ مگر غسل و وضو میں یہ شرط ہے کہ اگر مسجد میں نہ ہو سکیں یعنی کوئی ایسی چیز نہ ہو جس میں غسل کا پانی لے سکے اِس طرح کہ مسجد میں پانی کی کوئی بوند نہ گرے کہ وضو و غسل کا پانی مسجد میں گرانا ناجائز ہے اور اگر صحن وغیرہ ہو کہ اُس میں وضو اِس طرح کر سکتا ہے کہ کوئی چھینٹ مسجد میں نہ گرے تو وضو کے لئے مسجد سے نکلنا جائز نہیں۔ نکلے گا تو اِعتکاف جاتا رہے گا۔ یونہی اگر مسجد میں وضو و غسل کے لئے جگہ بنی ہو تو باہر جانے کی اَب اِجازت نہیں۔

(۲) حاجتِ شرعی مثلاً جمعہ کے لئے جانا یا اَذان کہنے کے لئے مینارہ پر جانا۔ جب کہ

مینارہ پر جانے کے لئے باہر ہی سے راستہ ہو اور اگر مینارہ کا راستہ اندر سے ہو تو غیر مؤذن بھی مینارہ پر جا سکتا ہے۔ مؤذن کی تخصیص نہیں۔ (بہارِ شریعت)

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف فی کتاب الصوم میں باب الاعتکاف میں شیخ المشائخ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ غسل کے لئے مسجد سے نکلنے کے جواز میں میں نے کوئی روایت نہیں دیکھی۔ صاحب مرقاۃ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر مسجد میں مستعمل پانی بالکل نہ گرے تو وہاں ہی غسل کرے۔ غسل خانہ میں نہ جائے۔

مسئلہ: قضائے حاجت کو گیا تو طہارت کے بعد فوراً چلا آئے۔ ٹھہرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر مسجد کے قریب قضائے حاجت کے لئے کوئی جگہ نہیں تو اپنے گھر قضائے حاجت کے لئے جا سکتا ہے۔

مسئلہ: کوئی دینی بھائی ایسی مسجد میں اعتکاف بیٹھا جہاں جمعۃ المبارک کی نماز نہیں ہوتی تو جمعۃ المبارک اگر قریب کی مسجد میں ہوتا ہے تو آفتاب ڈھلنے کے بعد اُس وقت جائے کہ اذان ثانی سے پیشتر سُنّتیں پڑھ سکے اور اگر دُور ہو تو آفتاب ڈھلنے سے پہلے بھی جا سکتا ہے مگر اِس اندازے سے جائے کہ اذانِ ثانی کے پہلے سُنّتیں پڑھ سکے' زیادہ پہلے نہ جائے۔ اور یہ بات اُس کی رائے پر ہے جب اُس کی سمجھ میں آ جائے کہ پہنچنے کے بعد صرف سنّتوں کا وقت رہے گا' چلا جائے اور فرضِ جمعہ کے بعد چار یا چھ رکعتیں سُنّت کی پڑھ کر چلا آئے۔

اور اگر پچھلی سُنّتوں کے بعد واپس نہ آیا وہیں جامع مسجد میں ٹھہرا رہا۔ اگرچہ ایک دن رات تک وہیں رہ گیا یا اپنا اِعتکاف وہیں پورا کیا تو وہ اِعتکاف فاسد نہ ہوا۔ مگر یہ مکروہ ہے۔ اگر ایسی مسجد میں اِعتکاف کیا جہاں جمعۃ المبارک ہوتا ہو تو دوسری مسجد میں جمعہ شریف پڑھنے کے لئے نہیں نکل سکتا۔

مسئلہ: اگر ایسی مسجد میں اِعتکاف کیا جہاں جماعت نہیں ہوتی تو جماعت کے لئے نکلنے کی اِجازت ہے۔ (بہارِ شریعت بحوالہ درمختار)

مسئلہ: اگر وہ مسجد (جس میں معتکف تھا) گر گئی یا کسی نے مجبور کر کے وہاں سے نکال دیا اور فوراً دوسری مسجد میں چلا گیا تو اِعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اگر ڈوبنے یا جلنے والے کو بچانے کے لئے مسجد سے باہر گیا یا گواہی دینے کے لئے گیا یا جہاد میں سب لوگوں کا بلاوا ہوا اور یہ بھی نکلا یا مریض کی عیادت یا نماز جنازہ کے لئے گیا اگرچہ کوئی دوسرا پڑھنے والا نہ ہو تو اِن سب صورتوں میں اِعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ (بہارِ شریعت' عالمگیری)

ڈوبتے اور جلتے ہوئے کو بچانے کے لئے اِعتکاف کو قربان کرنے میں حرج نہیں۔ جتنے دن اِعتکاف میں رہا وہ اور آخر تک جتنے دن بیٹھے گا اُس کو نفلی ثواب ضرور ملے گا۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: پاخانہ یا پیشاب کے لئے گیا تھا قرض خواہ نے روک لیا اِعتکاف فاسد ہو گیا۔

مسئلہ: معتکف مسجد ہی میں کھائے' پیئے' سوئے۔ اِن اُمور کے لئے مسجد سے باہر جائے گا تو اِعتکاف جاتا رہے گا۔ (درمختار' بہارِ شریعت) مگر کھانے پینے میں یہ اِحتیاط لازم ہے کہ مسجد آلودہ نہ ہو۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: معتکف نیند میں چلتے چلتے مسجد سے باہر نکل گیا تو اِعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: سحری یا اِفطاری کا اِنتظام نہ ہونے کی صورت میں معتکف گھر سے سحری یا اِفطاری کے لئے کھانا لا سکتا ہے' البتہ گھر میں کھا نہیں سکتا۔ کھانا اپنے اِعتکاف کے مقام پر آ کر کھائے۔

مسئلہ: معتکف کے سوا اور کسی کو مسجد میں کھانے پینے کی اجازت نہیں اور اگر یہ کام کرنا چاہے تو اِعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائے اور نماز پڑھے یا ذکرِ الٰہی کرے پھر یہ کام کر سکتا ہے۔

مسئلہ: معتکف اگر بہ نیت عبادت سکوت کرے یعنی چپ رہنے کو ثواب کی بات سمجھے تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر چپ رہنا ثواب کی بات سمجھ کر نہ ہو تو حرج نہیں اور بُری بات

سے چپ رہا تو یہ مکروہ نہیں۔ بلکہ یہ تو اعلیٰ درجہ کی چیز ہے کیونکہ بُری بات زبان سے نہ نکالنا واجب ہے اور جس بات میں نہ ثواب ہو نہ گناہ یعنی مباح بات معتکف کو مکروہ ہے۔ ضروری بات معتکف کو جائز ہے جبکہ بوقت ضرورت ہو اور بے ضرورت مسجد میں مباح کلام بھی نیکیوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ (درمختار بہارِ شریعت)

مسئلہ: کسی دن یا کسی مہینے کے اِعتکاف کی منّت مانی ہو تو اِس سے پیشتر بھی اُس منّت کو پورا کر سکتا ہے۔ یعنی جب کہ معلق نہ ہو اور مسجد حرام شریف میں اِعتکاف کرنے کی نیّت مانی ہو تو دوسری مسجد میں بھی کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: ایک مہینے کے اِعتکاف کی منّت مانی اور مر گیا تو ہر روزہ کے بدلے بقدر صدقۂ فطر کے مسکین کو دیا جائے جبکہ وصیّت کی ہو اور اُس پر واجب ہے کہ وصیّت کر جائے اور وصیّت نہ کی مگر وارثوں نے اُس کی طرف سے فدیہ دے دیا تب بھی جائز ہے۔ مریض نے منت مانی اور مر گیا تو اگر ایک دن بھی اچھا ہو گیا تھا تو ہر روزہ کے بدلے صدقۂ فطر کی قدر دیا جائے اور ایک دن بھی اچھا نہ ہوا تو کچھ واجب نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: نفلی اِعتکاف چھوڑ دے تو اُس کی قضاء نہیں کہ وہیں تک ختم ہو گیا اور مسنون اِعتکاف کہ رمضان کی پچھلی دس تاریخوں تک کے لئے بیٹھا تھا اُسے توڑا تو جس دن توڑا فقط اُس ایک دن کی قضاء کرے پورے دس دِنوں کی قضاء واجب نہیں۔ (ردالمختار)

مسئلہ: اِعتکاف کی قضاء صرف قصداً توڑنے سے نہیں بلکہ اگر عذر کی وجہ سے توڑا مثلاً اگر بیمار ہو گیا یا بلا اِختیار چھوڑا، جنون اور بے ہوشی طویل طاری ہو گئی، اُن میں بھی قضاء واجب ہے اور اگر اُن میں بعض فوت ہو تو کل کی قضاء کی حاجت نہیں بلکہ بعض کی قضاء کر دے اور کل فوت ہو تو کل کی قضاء کرے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: معتکف کو اپنی یا بچوں کی ضرورت کے لئے مسجد میں کوئی چیز خریدنا یا بیچنا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو۔ اگر ہو تو تھوڑی ہو کہ جگہ زیادہ نہ گھیرے۔

خرید و فروخت بقصدِ تجارت جائز نہیں۔ (درمختار، ردالمختار، بہارِ شریعت)

مسئلہ: معتکف نکاح کر سکتا ہے۔

مسئلہ: معتکف کے لئے بیوی کا بوسہ لینا یا چھونا یا گلے لگانا حرام ہے، اگر اِنزال ہو گیا تو اِعتکاف فاسد ہو گیا۔ اِحتلام ہو جائے یا خیال جمانے اور نظر جمانے سے اِنزال ہو گیا تو اِعتکاف فاسد نہ ہوا۔ (عالمگیری، بہارِ شریعت)

مسئلہ: معتکف اَذان دے سکتا ہے۔ مسجد کی صفیں بچھا سکتا ہے۔ مسجد کی صفائی کر سکتا ہے۔

مسئلہ: معتکف سونے کے لئے موٹی دری کمبل وغیرہ بچھائے تاکہ اِحتلام ہونے کی صورت میں مسجد کی صف خراب نہ ہو۔

مسئلہ: معتکف فجر کی نماز کے بعد اپنے اِعتکاف کی جگہ کا اِنتظام کرے۔

مسئلہ: معتکف کو بیسویں روزے کو سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے مسجد میں داخل ہو جانا چاہیے۔ غروبِ آفتاب کے ایک لمحہ بعد بھی داخل ہو گا تو اِعتکاف نہ ہو گا۔

مسئلہ: معتکف صرف منجن یا ٹوتھ پیسٹ کے لئے وضو خانے نہیں جا سکتا، اگر جائے گا تو اِعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ نیز وضو پر وضو کرنے بھی نہیں جا سکتا۔ اَلبتہ وضو ٹوٹنے پر وضو کرنے جا سکتا ہے۔

مسئلہ: معتکف کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کے لئے وضو خانے نہیں جا سکتا۔ اَلبتہ مسجد میں برتن کا اِنتظام کر لے اور مسجد کا اِحترام ملحوظ رکھے۔

مسئلہ: والد/ والدہ کے اِنتقال کر جانے پر معتکف نمازِ جنازہ کے لئے مسجد سے باہر نہیں جا سکتا۔ بیمار ہونے کی صورت میں دَوائی کے لئے مجبور ہو تو باہر جا سکتا ہے۔ اَلبتہ ڈاکٹر کا اِنتظام ہونے کی صورت میں نہیں جا سکتا۔

اِعتکاف کے متفرق مسائل

معتکف اِستنجاء خانے جاتے ہوئے چلتے چلتے باتیں کرسکتا ہے لیکن ٹھہر نہیں سکتا۔ ایک لمحہ کے لئے بھی ٹھہرے گا تو اِعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

بجلی فیل ہونے کی صورت میں اگر سیڑھی مسجد کے اَندر ہے تو معتکف مسجد کی چھت پر سونے کے لئے جاسکتا ہے ‘ ورنہ نہیں۔

معتکف اپنے پاس پتھر رکھے تاکہ اِحتلام ہونے کی صورت میں وہیں تیمم کر لے اور پھر فوراً مسجد سے نکل جائے اور غسل کرے۔ نیز اگر دوسرے کپڑے نہیں ہیں تو کپڑے غسل خانہ میں پاک کرسکتا ہے۔ معتکف کو چاہئے کہ مسجد میں پانی کا اِنتظام پہلے سے کر رکھے تاکہ پانی پینے کے لئے وضوخانہ نہ جانا پڑے۔ وضو کرنے کے بعد معتکف وضو کے بعد کی دُعا یا کلمہ طیبہ وضوخانہ میں نہ پڑھے بلکہ مسجد میں آکر پڑھے۔

وضوخانہ یا اِستنجاء خانہ پر رَش ہونے کی صورت میں معتکف مسجد میں واپس آ جائے۔

معتکف اِستنجا خانہ میں گیا۔ وہاں پر پانی نہ ہونے کی صورت میں پانی لانے کے لئے وہ اپنے دوسرے معتکف ساتھی کو نہیں بلاسکتا۔ بلکہ کسی دوسرے شخص کو بلائے۔ ویسے اُسے چاہئے تو یہ کہ پہلے معلوم کرکے جائے کہ اِستنجا خانہ میں پانی ہے یا نہیں۔

معتکف وضو کے دوران ہاتھ منہ دھونے کے لئے صابن اِستعمال کرکے دیر نہیں کرے گا۔ ڈاڑھی منڈانا حرام ہے۔ مسجد میں بیٹھ کر اور اِعتکاف کی حالت میں اور بھی سخت گناہ ہے۔ مسجد میں کنگھی نہیں کرنی چاہئے کہ مسجد میں بال گرنے کا اندیشہ ہے۔ اُمت کی تعلیم کے لئے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے اِعتکاف کے دنوں میں سرِ انور کو مسجد سے باہر کیا اور اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کنگھی مبارک کردی۔ جیسے صحیح بخاری شریف میں حدیثِ پاک بیان ہو

چکی ہے۔

شک سے وضونہیں ٹوٹتا۔ اگر ٹوٹنے کا غالب گمان ہوتو ٹوٹ جاتا ہے۔ اِس صورت میں معتکف وضوکرنے جاسکتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے معتکف کا روزہ فاسد ہو جائے تو اِعتکاف بھی فاسد ہوجائے گا۔

معتکف کوعین جماعت کے وقت اِستنجا یا وضو کی حاجت ہوئی اور چلا گیا جب اِستنجا یا وضو سے فارغ ہوکر مسجد میں آیا تو مسجد مکمل طور پر بھر چکی تھی' اِس صورت میں معتکف مسجد کے اَندر داخل ہوکر جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے یا کھڑا رہے۔

معتکف وضوکرنے کے بعد وضوخانہ میں کوئی چیز بھول جائے مثلاً مسواک' ٹوپی' گھڑی وغیرہ اور خود مسجد میں داخل ہوجائے تو اُسے چاہئے کہ وہ دوبارہ وضوخانہ میں نہ جائے کسی دوسرے شخص سے منگوالے۔ وضوخانہ میں پانی نہ ہو مثلاً (پانی کی موٹر خراب ہوگئی' کنواں خشک ہوگیا وغیرہ) اِن صورتوں میں معتکف کو چاہئے کہ پانی کسی سے منگوالے یا قریب ترین جگہ جا کر وضوکرلے۔

اگر معتکف نے اِعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے نمازِ جنازہ اور عیادت کی نیت کرلی تھی تو دورانِ اِعتکاف دِل سے نیت کرنے کی بنا پر اِن کاموں میں اِعتکاف کی جگہ سے نکل کر شریک ہوسکتا ہے۔ مگر فارغ ہوتے ہی فوراً واپس آنا ہوگا۔ معتکف کپڑے میلے ہونے کی صورت میں غسل خانہ میں کپڑے تبدیل کرنے کے لئے نہیں جاسکتا۔ بلکہ اپنی اِعتکاف کی جگہ پر ہی پردہ کرکے کپڑے تبدیل کرے۔

اگر معتکف کاتب ہوتو کتابت اُجرت پر کرسکتا ہے۔ اِعتکاف کے دوران اگر معتکف کی زبان سے کلمہ کفر نکل جائے (نعوذ باللہ) تو اِعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ اُسے چاہئے کہ تجدیدِ ایمان کرلے۔

دوسرے کی عبادت یا آرام میں خلل واقع نہ ہوتو معتکف اِعتکاف کے دوران بلند آواز سے تلاوت اور ذکرواذکار کرسکتا ہے۔

لیلۃ القدر

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ؕ

لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ؈ (القدر:۳)

قدر کے معنی تقدیر کے ہیں اور لیلۃ القدر وہ رات ہے جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ تقدیر کے فیصلے نافذ فرمانے کے لئے فرشتوں کے سپرد فرماتا ہے۔ شب قدر بڑی قدر ومنزلت اور عظمت والی رات ہے۔ تقدیروں کے فیصلے' تقدیروں کے بدلنے اور بنانے کی رات ہے۔

اِس کو شب قدر اِس لئے کہتے ہیں کہ اللہ ربُّ العزّت نے اِس میں ایک بڑی قدر ومنزلت والی کتاب' بڑی قدر ومنزلت والے رسول ﷺ پر' بڑی قدر و منزلت والی اُمت کے لئے' نازل فرمائی۔ اِس رات کی زبردست برکت تو یہ ہے کہ قرآنِ کریم جیسی اعلیٰ نعمت اِس رات نازل ہوئی"۔ [1]

شمعون نامی عابد:

حضرت یحییٰ بن نجیح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' قوم بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا' وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں ہزار مہینے ہتھیار بند رہا اور ہتھیار نہ کھولے۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کبار رضی اللہ عنہم سے ذکر فرمایا۔ اُنہوں نے اِس بات کو سن کر تعجب کا اِظہار کیا۔ پس اُسی وقت ربُّ العزّت نے سورۃ القدر نازل فرمائی جس میں فرمایا کہ:

لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ؈

---

[1] بحر المحیط جلد۴ص ۵۲۶' تفسیر حقانی جلد۸ص ۲۰۳۔

''لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے افضل ہے''۔

کہتے ہیں اُس کا نام شمعون عابد تھا' اور اُس کا تعلق قوم بنی اسرائیل سے تھا' بعض کہتے ہیں اُس کا نام شمسون تھا۔ ۲؎

اِس سے معلوم ہوا' تذکرۂ اولیاء سنّتِ رسولِ کریم ﷺ ہے۔ ربّ کائنات نے ولی کے ذکر کے موقع پر قرآنِ کریم نازل فرمایا۔ اَولیاءاللہ کا ذکر اللہ جَلَّ شانہٗ اور رسولِ پاک ﷺ کا پسندیدہ ذکر ہے۔ اگر کوئی شخص اولیاءاللہ کے ذکر پر ناخوشی کا اِظہار کرے یا کسی قسم کے شرک و بدعت کا فتویٰ لگائے تو اُس کی قابلِ رحم حالت پر ترس کھانا چاہئے کہ اُس کی نہ تو قرآنِ مجید و حدیثِ پاک پر نظر ہے اور نہ ہی وہ فہم و فراست کی نعمت سے آراستہ ہے۔

ہر رمضان المبارک میں لیلۃ القدر:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ سے لیلۃ القدر کے بارے میں سوال عرض کیا گیا۔ فرمایا: لیلۃ القدر ہر سال ماہِ رمضان المبارک (کے آخری عشرہ) میں ہوتی ہے۔ ۳؎ لیلۃ القدر کا رمضانِ پاک کے مہینے میں ہونے کا ثبوت قرآنِ مجید کی آیات میں واضح طور پر موجود ہے۔ اِرشادِ ربّ ذوالجلال والاکرام ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ .... (البقرۃ:۱۸۵) اور دوسرے مقام پر قرآنِ مجید میں اِس کے بارے فرمایا: اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۞ (القدر:۱) ''بے شک ہم نے اِسے (یعنی قرآنِ مجید) کو قدر کی رات نازل فرمایا''۔ قرآنِ مجید کے نزول کا تعلق شبِ قدر اور ماہِ رمضان سے ہے۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے لیلۃ القدر' ماہِ رمضان کے مہینہ میں ہوتی ہے اور سرکارِ کائنات ﷺ کے اِرشادِ مبارک میں یہ تعلیم ہے کہ لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

۲؎ غنیۃ الطالبین جلد۲ ص ۱۱-۱۰' تفسیر قرطبی جلد۱۰ جز۲۰ ص ۱۳۲' تفسیر محمدی بحوالہ تفسیر عزیزی ص ۲۱۶' تفسیر مرادیہ ص ۶۰- ۳؎ ابوداؤد جلد۱ ص ۲۰۴-

لیلۃ القدر کی تلاش:

حدیث پاک نمبر۱: اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تَحَرُّوْا الَیْلَۃَ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَّمَضَانَ ۴

"لیلۃ القدر کو ماہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔"

حدیث پاک نمبر۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:

اِنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ اُرُوْا لَیْلَۃَ الْقَدْرِ فِی الْمَنَامِ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَرٰی رُؤْیَاکُمْ قَدْ تَوَاطَئَتْ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ کَانَ مُتَحَرِّیْهَا فَلْیَتَحَرَّهَا فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ ۵

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شب قدر ماہِ صیام کے آخری ہفتہ میں خواب میں دکھائی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ تمہاری خوابیں عظیم مبارک مہینہ کے آخری ہفتہ میں متفق ہوگئیں ہیں۔ پس جو کوئی لیلۃ القدر کو تلاش کرے وہ ماہِ رمضان المبارک کے آخری ہفتہ میں تلاش کرے"۔

---

۴ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص۳۰۸، درمنثور جلد۶ ص۳۷۳، شرح السنۃ جلد۶ ص۳۸۲، بخاری جلد۱ ص۲۷۰، ترمذی جلد۱ ص۱۶۴، فتح الباری جلد۵ ص۱۶۴، عمدۃ القاری جلد۶ جز۱۱ ص۱۳۴، بحر المحیط جلد۴ ص۵۴۴، نیل الاوطار جلد۳ ص۳۷۱، تفسیر نبوی جلد۱۵ ص۳۵۷، معالم خازن جلد۷ ص۲۲۶، ابن کثیر جلد۴ ص۵۳۴ — ۵ بخاری جلد۱ ص۲۷۰، مسلم جلد۱ ص۳۶۹، عمدۃ القاری جز۱۱ جلد۶ ص۱۳۱، فتح الباری جلد۵ ص۱۴۶، شرح معانی الآثار جلد۳ ص۹۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص۳۰۸۔

حدیث پاک نمبر۳: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ فرماتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِعْتَکَفَ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اِعْتَکَفَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ فِیْ قُبَّۃٍ تُرْکِیَّۃٍ ثُمَّ اَطْلَعَ رَاْسَہٗ فَقَالَ اِنِّیْ اَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ اَلْتَمِسُ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃَ ثُمَّ اَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ ثُمَّ اُتِیْتُ فَقِیْلَ لِیْ اِنَّھَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ کَانَ اِعْتَکَفَ مَعِیْ فَلْیَعْتَکِفِ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ فَقَدْ اُرِیْتُ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃَ ثُمَّ اُنْسِیْتُھَا وَقَدْ رَاَیْتُنِیْ اَسْجُدُ فِیْ مَآءٍ وَّ طِیْنٍ مِّنْ صَبِیْحَتِھَا فَالْتَمِسُوْھَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْتَمِسُوْھَا فِیْ کُلِّ وِتْرٍ قَالَ فَمَطَرَتِ السَّمَآءُ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ وَکَانَ الْمَسْجِدُ عَلٰی عَرِیْشٍ فَوَکَفَ الْمَسْجِدُ فَبَصُرَتْ عَیْنَایَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَلٰی جَبْھَتِہٖ اَثَرُ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ مِنْ صَبِیْحَۃِ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ ۶؎

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان (المبارک) کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔ جب بیسویں رات گزر جاتی اور اکیسویں رات آتی تو اپنے آستانہ اقدس میں تشریف لے آتے اور جو لوگ اعتکاف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے وہ بھی (اپنے گھروں کو) لوٹ جاتے۔ ایک رمضان المبارک میں ایسا ہوا۔ آپ

۶؎ بخاری جلد ۱ ص ۲۷۱‘ ۲۷۲‘ ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۰۳‘ مسلم جلد ۱ ص ۳۶۹‘ ۵ سندیں (حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۴‘ ایک حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے)‘ تفسیر مظہری جلد ۱۰ ص ۳۱۳‘ ۳۱۲‘ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ ص ۵۳۳‘ ۵۳۲‘ تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰ ص ۵۱۹‘ ۵۱۸‘ احکام القرآن جلد ۳ ص ۴۷۴‘ فتح الباری جلد ۵ ص ۱۶۲‘ ۱۶۱–۱۶۰‘ عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۱ ص ۱۳۵–۱۳۲‘ تفسیر قرطبی جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۱۳۶۔

ﷺ جس رات اِعتکاف سے لوٹ آتے تھے' اُس رات اِعتکاف ہی میں رہے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبۂ مبارکہ اِرشاد فرمایا اور جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے چاہا وہ اُن کو حکم عنایت فرمایا اور اِرشادِ مقدس فرمایا میں اِس عشرہ میں اِعتکاف کرتا تھا' میرے لئے اِنکشاف ہوا ہے کہ میں آخری عشرہ میں اِعتکاف کروں اِس لئے جتنے لوگ میرے ساتھ اِعتکاف میں ہیں یا اِعتکاف کریں وہ اِعتکاف ہی میں رہیں۔ مجھے اِس رات میں لیلۃ القدر دِکھائی گئی' پھر بھلا دی گئی۔ تم اِس کو آخری عشرہ میں اور طاق راتوں میں تلاش کرو۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ کررہا ہوں۔ اِس رات میں بادل چمکا اور خوب بارش ہوئی۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے مصلّیٰ مبارک پر مسجد ٹپکنے لگی۔ یہ اِکیسویں رات تھی''۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے خود اپنی آنکھوں سے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کی (نورانی) پیشانی کیچڑ سے بھری ہوئی تھی۔

قیام لیلۃ القدر:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِرشادِ مبارک فرمایا کہ جو کوئی (ماہِ عظیم) رمضان (المبارک) میں اِیمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے روزے رکھے اُس کے اَگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو کوئی اِیمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے شبِ قدر کو نماز میں کھڑا رہے اُس کے اگلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ [1]

---

[1] تفسیر روح البیان جلد۱۰ص۴۸۰' تفسیر قرطبی جلد۱۰ جز۲۰ص ۱۳۷' عمدۃ القاری جز۱۱ جلد۶ ص ۱۳۰' ابوداؤد جلد۱ص۲۰۱' مصنف ابن ابی شیبہ جلد۳ص۲' ترمذی جلد۱ص۱۴۷' مشکوٰۃ ص۱۷۳' مسند احمد جلد۲ص۲۴۲-۲۴۱' نسائی جلد۱ص۳۰۷' مشکل الآثار جلد۲ص۱۲۱' مجمع الزوائد جلد۳ص ۱۴۴' الترغیب والترہیب جلد۲ص۹' فتح الباری جلد۱ص۹۲' جلد۴ص۱۱۵' ۲۵۵' شرح السنۃ جلد۶ ص۲۱۷' دُرِ منثور جلد۱ص۱۸۰۔

لیلۃ القدر کا وظیفہ:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے (بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں) عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) فرمایئے: اگر میں جان لوں کہ شب قدر کون سی شب ہے تو اِس (مبارک مقدس) رات میں کیا پڑھوں؟ تو (آقا و مولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) فرمایا یہ کہو:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ۸

''اے میرے اللہ (تبارک وتعالیٰ) تو معاف فرمانے والا ہے' معافی پسند فرماتا ہے' مجھے بخشش عطا فرما''۔

کچھ کتابوں میں اِس طرح بھی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ۹

آخری ہفتہ کی شب بیداری:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب ماہِ رمضان المبارک آخری عشرہ میں داخل ہوتا تو آپ ﷺ رات کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے اور عبادت میں بہت کوشش فرماتے اور (اُمت کے نمونہ کے لئے) کمر ہمت باندھتے''۔ ۱۰

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''اگر تم (نیند یا ضعف جسمانی وغیرہ سے) مغلوب نہ

---

۸ تفسیر مظہری جلد۱۰ ص ۳۱۶' تفسیر روح البیان جلد۱۰ ص ۴۸۱' تفسیر ابن کثیر جلد۴ ص ۵۳۵-۵۳۴' تفسیر محمدی منزل ۷ ص ۴۱۶' مدارک جلد۴ ص ۳۶۲' قرطبی جلد۱۰ جز۲۰ ص ۱۳۸' کتاب الاذکار ص ۱۷۳' مسند احمد جلد۶ ص ۲۰۸' الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۲۷۳' درمنثور جلد۶ ص ۳۷۷-۹ تفسیر سراج منیر جلد۴ ص ۵۶۹' صاوی علی الجلالین جلد۷ ص ۲۲۸-۱۰ مسلم جلد۱ ص ۳۷۲' ۲ سندیں' تفسیر مظہری جلد۱۰ ص ۳۱۲' تفسیر روح البیان جلد۱۰ ص ۴۸۳۔

ہو۔ (یعنی سوتے نہ رہو) اور کوشش کر کے نماز کے لئے کھڑے رہو"۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ "شب قدر کو آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ لیکن اگر کوئی کمزور ہو یا مجبور ہو جائے تو آخری ہفتہ (عشرہ) میں اس کو (نیند کی وجہ) سے مغلوب نہیں ہونا چاہئے"۔ [۱۱]

لیلۃ القدر ستائیسویں شب میں:

حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں آپ کی عمر ایک سو بیس ایک سو تیس یا ایک سو پچاس سال ہوئی۔) فرماتے ہیں:

فَقُلْتُ اِنَّ اَخَاکَ اِبْنَ مَسْعُوْدٍ یَقُوْلُ مَنْ یَّقُمِ الْحَوْلَ یُصِبْ لَیْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَرَادَ اَنْ لَّا یَتَّکِلَ النَّاسُ اَمَا اِنَّهُ قَدْ عَلِمَ اَنَّهَا فِیْ رَمَضَانَ وَاَنَّهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَاَنَّهَا لَیْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ ثُمَّ حَلَفَ لَا یَسْتَثْنِیْ اَنَّهَا لَیْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ فَقُلْتُ بِاَیِّ شَیْءٍ تَقُوْلُ ذٰلِکَ یَا اَبَا الْمُنْذِرِ قَالَ بِالْعَلَامَةِ اَوْ بِالْاٰیَةِ الَّتِیْ اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهَا تَطْلُعُ یَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا [۱۲]

میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کے برادرِ محترم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص سال بھر شب بیداری کرے وہ

---

[۱۱] تفسیر مظہری جلد ۱۰ ص ۳۱۴ - [۱۲] نیل الاوطار جلد ۳ ص ۳۶۳، صحیح ابن خزیمہ جلد ۱ ص ۳۲۸، تفسیر الصافی جلد ۲ ص ۸۳۷، تفسیر قرطبی جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۱۳۵، تفسیر سراج منیر جلد ۴ ص ۵۶۹، صاوی علی الجلالین جلد ۷ ص ۲۲۷، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۰۲، مسلم جلد ۱ ص ۲۷۰، ترمذی جلد ۱ ص ۱۶۴، تفسیر ابن کثیر جلد ۴ ص ۵۳۱ (سند عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما) مجمع البیان جلد ۱۰ ص ۵۲۰، تفسیر روح البیان جلد ۱۰ ص ۴۸۵، تفسیر مظہری جلد ۱۰ ص ۳۱۴، قیام اللیل مروزی ص ۱۸۶، فتح الباری جلد ۴ ص ۲۶۷۔

شبِ قدر پائے گا۔ وہ بولے! اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُن پر رحم فرمائے۔ اُنہوں نے چاہا یہ لوگ بھروسہ نہ کرلیں' ورنہ وہ جانتے ہیں' شبِ قدر (ماہِ عظیم) رمضان (المبارک) میں ہے اور اِس کے آخری عشرہ میں ہے اور وہ ستائیسویں شب میں ہے۔ پھر آپ نے بغیر انشاء اللہ کہے قسم کھائی وہ رات ستائیسویں ہے۔ میں نے عرض کیا' آپ کس دلیل سے یہ فرماتے ہیں' اے ابوالمنذر! فرمایا: اِس نشانی یا اِس دلیل سے جو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمائی کہ اُس دن سورج بغیر شعاعوں کے طلوع ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن انیس انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ رات ستائیسویں ہے۔ حضرت ابی بن کعب' حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ' حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں' سرکارِ کائنات ﷺ نے فرمایا: یہ رات ستائیسویں ہے۔''

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی شبِ قدر کے بارے میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیلۃ القدر ستائیسویں رات ہے۔ جن احادیث مبارکہ میں ستائیسویں شب کو لیلۃ القدر کہا گیا' اُن کے ساتھ حضرت ابوداؤد علیہ الرحمہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی محولہ بالا حدیثِ پاک بھی بیان فرمائی ہے اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے اِسی کو لیا ہے۔ اور حضرت امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا اِرشاد بھی ایک روایت میں یہی ہے۔ حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ یہ رات ستائیسویں ہے۔ [۱۳]

نزولِ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ کا اِرشادِ گرامی ہے:

اِذَا کَانَ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ نَزَلَ جِبۡرَئِیۡلُ عَلَیۡہِ السَّلَامُ فِیۡ

---

[۱۳] تفسیر مظہری جلد ۱۰ ص ۳۱۳۔

كَبْكَبَةٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ
اَوْقَاعِدٍ يَّذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ ۱۴

''جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اُترتے ہیں اور ہر اُس بندے کو دُعا دیتے ہیں (اُس پر دُرود پڑھتے ہیں) جو کھڑا بیٹھا اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کا ذکر کرتا ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا سلام:

حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان سے نزول فرماتے ہیں اور ہر مسلمان سے سلام کرتے ہیں اور اُس سے مصافحہ فرماتے ہیں اِس کی علامت یہ ہے کہ جب حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کسی سے سلام کرتے ہیں اور مصافحہ فرماتے ہیں تو اِنسان کے بال کھڑے ہوجاتے ہیں اور دِل نرم ہوجاتا ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں۔ ۱۵

ملائکہ کا مصافحہ کرنا:

حضرت زہری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' اِس رات کو اِس لئے لیلۃ القدر کہتے ہیں کہ اِس رات نیک بندوں کی اللہ تبارک وتعالیٰ اور عالم بالا کے لوگوں کے نزدیک نہایت قدر ومنزلت ہوتی ہے' ملائکہ اہلِ صفا سے مصافحہ بھی کرتے ہیں اور عام اِیمانداروں کو بھی چھوتے ہیں۔ گو اُن کو محسوس نہ ہو۔ جس کا اثر اُن کے دِل میں رقت اور گناہوں پر رونا اور دُعا کرنا ہوتا ہے۔ اُن کے اَعمال حسنہ کی بڑی قدر ومنزلت ہے۔ ۱۶

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اِرشاد فرماتے ہیں جب

۱۴ مشکوٰۃ ص ۱۸۲' دُرِ منثور جلد ۶ ص ۳۷۷' تفسیر القرآن المبین ص ۶۵۷ (محمد جواد)۔ ۱۵ غنیۃ الطالبین جلد ۲ ص ۱۵' تفسیر محمدی ص ۴۱۷' تفسیر نبوی جلد ۱۵ ص ۳۵۸۔ ۱۶ تفسیر حقانی جلد ۸ ص ۲۰۶-۲۰۳۔

"لیلۃ القدر" آتی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو حکم فرماتا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کے ساکنوں کو اپنے ساتھ لے کر زمین پر چلے جاؤ اور وہ سات ہزار فرشتے علیہم السلام ہیں اُن کے پاس نور کے نیزے ہیں۔ جب وہ زمین پر نزول فرماتے ہیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنا جھنڈا زمین پر گاڑ دیتے ہیں اور فرشتے (علیہم السلام) چار مقامات پر اپنے نیزے گاڑ دیتے ہیں۔ (۱) کعبۃ اللہ کے نزدیک۔ (۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کے قریب۔ (۳) مسجد اقصیٰ کے قریب اور (۴) مسجد طور سینا کے نزدیک۔

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں سے فرماتے ہیں بکھر جاؤ۔ وہ سب بکھر جاتے ہیں۔ کوئی مکان کوئی حجرہ کوئی گھر کوئی کشتی جس میں مومن مرد، مومنہ عورت ہے ایسی باقی نہیں رہتی جہاں وہ فرشتے نہ پہنچ جائیں۔ مگر جس گھر میں کتا، سؤر، شراب خور، زانی یا تصویر ہو وہاں وہ نہیں جاتے۔ وہ جگہ اُن فرشتوں سے خالی رہتی ہے۔ وہ تمام فرشتے اللہ تبارک وتعالیٰ کی تسبیح، تقدیس وتکبیر میں مشغول ہو جاتے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لئے بخشش کی دُعا کرتے ہیں۔

جب وقتِ فجر ہو جاتا ہے تو تمام کے تمام ملائکہ آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں۔ آسمان دُنیا کے ملائکہ اُن فرشتوں کا اِستقبال کرتے ہیں اور اُن سے پوچھتے ہیں تم کہاں سے آئے ہو اور پوچھتے ہیں کہ اللہ ربُّ العزت نے اپنے بندوں اور اُن کی حاجات کے بارے میں کیا کارروائی فرمائی ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ارحم الراحمین نے اپنے صالح بندوں کو بخش دیا اور اُن کی شفاعت سے بدکاروں کو معاف فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ یہ سن کر آسمان دنیا کے فرشتے ربُّ العالمین کی تسبیح وتقدیس اور حمد وثناء میں اپنی آوازیں بلند فرماتے ہیں اور اُس اُمت کو جو بخشش اور رضامندی حاصل ہوئی ہے کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ پھر آسمان دُنیا کے فرشتوں کے پاس چلے جاتے ہیں اور وہ اُن کا اِستقبال کرتے ہیں۔ اِسی طرح ساتوں آسمانوں پر

اُن کا استقبال ہوتا ہے اور شکر نعمتِ خداوندی عطا کیا جاتا ہے۔ بعد ازیں سیّد الملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تمام فرشتوں کو فرماتے ہیں کہ تم سب اپنے اپنے مقامات پر چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ سب اپنی اپنی جگہوں پر چلے جاتے ہیں اور سدرۃ المنتہیٰ کے فرشتے بھی اپنے مقام پر واپس چلے جاتے ہیں۔ ساکنانِ سدرۃ المنتہیٰ اُن سے پوچھتے ہیں تم کہاں تھے؟ وہ مثل پہلے آسمان والوں کے جواب دیتے ہیں تو سدرۃ المنتہیٰ کے فرشتے بھی اپنی آواز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تسبیح وتقدیس میں خوشی سے بلند فرماتے ہیں اور اُن کی آوازیں جنت الماویٰ کے فرشتے سن لیتے ہیں۔ پھر جنت نعیم پھر جنت عدن پھر جنت فردوس اور پھر عرش رحمان سنتا ہے۔ پس عرش رحمان جل وعلا اپنی آواز رب العالمین کی تسبیح وتقدیس اور حمد وثناء میں بلند کرتا ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر عطا کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ باوجود اِس کے کہ خوب جانتا ہے، عرش سے فرماتا ہے! اے میرے عرش تو نے اپنی آواز کیوں بلند کی؟ وہ عرض کرتا ہے کہ مولیٰ کریم مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ تو نے اُمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صالحین کو بخش دیا ہے اور اُن کی شفاعت کو گنہگاروں کے حق میں قبول فرمایا ہے۔ اللہ رَبُّ العزت اِرشاد فرماتا ہے! اے میرے عرش تو نے سچ کہا ہے اُمتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے میرے پاس خلعت اور انعام واکرام سے اِس قدر چیزیں ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ اُن کا خیال کسی اِنسان کے دل میں گزرا۔ [۱]

[۱] تفسیر قرطبی جلد۱۰ جز۲۰ ص۱۳۷، تفسیر سراج منیر جلد۴ ص۵۶۸، غنیۃ الطالبین جلد۲ ص۱۴، صاوی علی الجلالین جلد۴ ص۳۲۱، مجمع البیان جلد۱۰ ص۵۲۰، تفسیر نبوی جلد۱۵ ص۳۵۸، روح المعانی جلد۱۵ ص۳۴۴، تفسیر روح البیان جلد۱۰ ص۴۸۴۔

وصال شدہ کی طرف سے روزے

اِس ارض و سماوی کائنات میں صرف اور صرف اِسلام ہی خیر خواہ اور ہمدرد دین ہے۔ اِسلام اِنسانیت اور دیگر مخلوقات خدا کے لئے رحمت ہی رحمت ہے۔ اِس عظیم دینِ متین کے نور کی شعاعیں صرف اِسی دنیائے فانی کی تیرگی کو دور نہیں کرتیں۔ بلکہ عالم برزخ اور عالم آخرت کی آرائش و زیبائش اور شادمانیاں بھی اِسی کی برکت سے ہیں۔ اِس کے ماننے والے اِس دنیا میں ہی فیض یاب نہیں بلکہ قبر و حشر میں بھی اِسی کی بدولت رحمتِ عالمیاں سیّد و سرور محمد نور جاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے کامیابی و کامرانی کی نعمتوں سے نوازے جاتے ہیں اور نوازے جائیں گے جبکہ اِس دور تشدد و دہشت گردی میں بے راہرو لوگ مال و دولت اور دھونس کے بل بوتے پر غیر اِسلامی عقائد کو لوگوں پر مسلط کر کے اپنے غیر انسانی جذبات کو تسکین پہنچانے کی لایعنی سعی کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد کوئی کسی کو نفع نہیں پہنچا سکتا۔ یہ لوگ اِسلام کی عظمت سے بے گانہ ہیں اور تعلیمات محمدیہ (علیہ الصلوات والتسلیمات) سے بے خبر ہیں۔

قارئینِ کرام کی خدمت میں ماہِ صیام کی نسبت سے ''وصال شدہ کی طرف سے روزے'' کی حقیقت بیان کی جاتی ہے تاکہ حقائق کی بنیاد پر یہ بات اظہر من الشمس ہو سکے کہ اَیسے لوگ اپنے نازیبا اور غیر اِسلامی نظریات میں کہاں تک پہنچ چکے ہیں۔

''اگر کسی کے ذمہ فرضی روزے رمضان المبارک یا کفارہ یا نذر کے ہوں اور اُن کی اَدائیگی کے بغیر مر جائے تو ولی یا قریبی رشتہ دار اور سرپرست پر لازم ہے کہ وہ میّت کی طرف سے اُن کو پورا کرے یعنی روزے رکھے یا کم از کم ایک روزہ کے عوض میں ایک مسکین کو ہر روز کھانا کھلائے''۔ (ہفت روزہ الاعتصام جماعت اہلحدیث کا ترجمان، اکتوبر ۱۹۸۰ء جلد ۳۲ شمارہ ۱۲، ۱۳ صفحہ نمبر ۱۴/ ۲۳۰)۔

اِسی مکتبہ فکر کے وحید الزماں صاحب نے سنن ابن ماجہ کے باب ''مَنْ مَاتَ

وَ عَلَیۡہِ صِیَامٌ مِّنۡ نَّذۡرٍ ''(یعنی جو شخص فوت ہو جائے اور اُس پر نذر کے روزے ہوں) کے تحت حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہم کی درج ذیل روایات نقل کی ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض گزار ہوئی کہ

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) میری ہمشیرہ فوت ہوگئی اور اُس پر (نذر کے) دو مہینے کے پے در پے روزے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تیری بہن پر قرض ہوتا تو تو ادا کرتی؟ عرض کیا جی یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) تو حضور ﷺ نے فرمایا: تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہ الکریم) کا حق ادا کرنا زیادہ ضروری ہے''۔[۱]

(۲) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی پاک بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) اِنَّ اُمِّیۡ مَاتَتۡ وَ عَلَیۡھَا صَوۡمٌ اَفَاَ صُوۡمُ عَنۡھَا ''یعنی میری والدہ فوت ہوگئی ہے اور اُس پر روزہ ہے' کیا میں اُس کی طرف سے روزہ رکھوں؟ آپ ﷺ نے (قَالَ نَعَمۡ) فرمایا۔ ہاں''۔

محولہ بالا احادیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے ''جمہور علماء نے ابن عباس کی حدیث سے یہ دلیل لی ہے اور کہا ہے کہ میّت پر اگر روزے باقی ہوں تو اُس کا وارث اُس کے بدلے روزے نہ رکھے بلکہ ہر روزے کے بدلے مسکین کو کھانا کھلا دے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے اور امام احمد اور اہلحدیث نے بریدہ کی حدیث سے دلیل لی ہے اور کہا ہے کہ وارثِ میّت کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے اور

---

[۱] ابن ماجہ ص ۱۲۷' حدیث نمبر ۱۷۵۸' ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۲' حدیث نمبر ۷۱۶' مسند احمد جلد ۱ ص ۲۴۰' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۳۲۵' بیہقی جلد ۴ ص ۲۵۵ (۲ سندیں) جلد ۵ ص ۱۷۹' کنز العمال شریف حدیث نمبر ۲۸۵۴۴' طبرانی جلد ۱۲ ص ۵۰۔

شافعی کا بھی ایک قول ایسا ہی ہے اور نووی نے اِس کو صحیح کہا ہے اور بعض شافعیہ کا یہ قول ہے کہ ولی کو اِختیار ہے۔ خواہ روزے رکھے خواہ کھانا کھلا دے''۔

''حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ دونوں اَمر جائز ہو سکتے ہیں اور اِس سے اَحادیث کا اِختلاف جاتا رہے گا''۔

''اور ابنِ قیم نے کہا کہ نذر کا روزہ میّت کی طرف سے رکھنا جائز ہے اور فرض اصلی یعنی رمضان کا جائز نہیں اور یہی قول ہے ابن عباس اور اُن کے اَصحاب اور اِمام احمد کا اور یہی صحیح ہے۔ کیونکہ فرض روزہ مثل نماز کے ہے اور نماز کوئی دوسرے کی طرف سے نہیں پڑھ سکتا اور نذر مثل قرض کے ہے تو وارث کا اَدا کرنا میّت کی طرف سے کافی ہوگا۔ جیسے قرضہ اَدا کرنا''۔

''اور ظاہر مضمون حدیث کا یہ ہے کہ ولی پر میّت کی طرف سے روزے رکھنا یا کھانا کھلانا واجب ہے خواہ میّت نے وصیت کی ہو اُس کی یا نہ کی ہو''۔ ۲

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: ''جو (ایمان والا) فوت ہوگیا اور اُس پر روزے تھے تو اُس کی طرف سے اُس کا ولی روزے اَدا کرے''۔ ۳

روزوں کے بدلے مساکین کو کھانا کھلانا:

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو (ایمان والا) فوت ہو جائے اور اُس پر ماہِ (رمضان المبارک) کے روزے ہوں تو اُس کی طرف سے ہر دن (کے روزہ) کے بدلے ایک مسکین کو کھانا

۲ سنن ابن ماجہ مترجم جلد ا ص ۶۸۷ حاشیہ نمبر ا چھاپہ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور۔ ۳ بخاری جلد ا ص ۲۶۲، فتح الباری جلد ۴ ص ۲۴۱، عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۱ ص ۵۸، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۱۳، تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۲۴۰، مرآۃ جلد ۳ ص ۱۷۶، مشکوٰۃ ص ۱۷۸، مسلم جلد ا ص ۳۶۲ (باب قضاء الصوم عن المیت) ابوداؤد جلد ا ص ۳۳۲، دار قطنی جلد ۲ ص ۱۹۵، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۷۹، نصب الرایہ جلد ۲ ص ۴۶۳، کنز العمال حدیث نمبر ۲۳۸۲۱، قرطبی جلد ۲ ص ۲۵۸، مشکل الآثار جلد ۳ ص ۱۴۰، مسند احمد جلد ۶ ص ۶۹۔

کھلا دیا جائے"۔ ۴

صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے **بَابُ قَضَاءِ الصَّوْمِ عَنِ الْمَيِّتِ** جلد ۱ ص ۳۶۲ پر تین روایات مختلف سندوں کے ساتھ مروی ہیں مگر وہاں ایک عورت سے اُس کی والدہ کے روزوں کا بیان ہے جن میں سے دو روایات اُیسی ہیں جن میں ایک ماہ کے روزوں کا تذکرہ ہے جبکہ ایک روایت میں بیان ہے کہ "میری ماں مرگئی اور **عَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ**" (اُس پر نذر کا روزہ تھا)

سب اَحادیثِ مبارکہ میں کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہی جواب ہے جو اُوپر والی حدیثِ پاک میں آپ پڑھ چکے ہیں۔

اِن روایات کے لئے درج ذیل کتب بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہیں: مسند احمد جلد ۱ ص ۲۲۴، مشکل الآثار جلد ۳ ص ۲۲۱، ۲۲۰، ۲۱۹، فتح الباری جلد ۴ ص ۲۴۱، عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۱ ص ۶۴۔ بیہقی جلد ۴ ص ۲۵۶، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۸۲، کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۸۴۹، بخاری جلد ۱ ص ۲۶۲۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور اِس کے ذمہ پندرہ روزے تھے۔ آپ ﷺ نے اُس کو بھی مذکورہ بالا جواب مرحمت فرمایا۔ ۵

علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ "کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے روزہ نہ رکھے بلکہ بدلہ میں کھانا کھلا دے"۔ ۶

دوسری روایت میں جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے

---

۴ ابن ماجہ ص ۱۲۷ حدیث نمبر ۱۷۵۷ (باب من مات وعلیہ صیام رمضان قد فرط فیہ) ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۲ (باب ما جاء فی الکفارۃ) شرح السنۃ جلد ۶ ص ۳۲۷، مشکوٰۃ ص ۱۷۸، مرآۃ جلد ۳ ص ۷۷-۵ بیہقی جلد ۴ ص ۲۵۶، بخاری جلد ۱ ص ۲۶۲، فتح الباری جلد ۴ ص ۲۴۱، عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۱ ص ۶۴۔ ۶ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۵۷۔

مروی ہے میں ارشاد ہے: یعنی ''رمضان (المبارک) کے روزوں کی صورت میں کھانا کھلائے اور نذر کے روزوں کی صورت میں میّت کا ولی روزے رکھے''۔ ۷

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میّت کے روزوں کے بدلے میں کھانا کھلایا جائے اور ایک روایت میں ہے مرنے والوں کی طرف سے روزے رکھو بلکہ اُن کی طرف سے کھانا کھلاؤ۔ ۸

ایک عورت نے کشتی میں منّت مانی کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسے بچالیا تو ایک ماہ کے روزے رکھے گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسے بچالیا۔ مگر (وہ عورت) روزے رکھنے سے پہلے فوت ہوگئی۔ اُس کی بیٹی یا ماں نے سرکارِ کائنات ﷺ سے فتویٰ پوچھا تو آپ ﷺ نے اُس کی طرف سے روزے رکھنے کا حکم فرمایا۔ ۹

ابن قیم الجوزی نے ''کتاب الروح'' میں لکھا ہے کہ روزوں کے بدلہ میں کھانا کھلانے کا ثواب بھی مردوں کو پہنچ جاتا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے جو مسلمان فوت ہوجائے اور اُس پر ایک ماہ کے روزے ہوں تو اُس کی طرف سے ہردن کے بدلے ایک محتاج کا کھانا کھلادیا جائے۔ (جیسا کہ اُوپر احادیثِ مبارکہ میں گزر چکا ہے)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے جو شخص رمضان المبارک میں بیمار ہونے کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے تو کھانا کھلادے۔ اب اُس کے ذمہ قضاء نہیں اور اگر روزوں کی منّت مان لے تو اُس کی طرف سے اُس کے اولیاء روزے رکھ لیں۔ (کتاب الروح ابن قیم)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ اُنہیں حدیث شریف پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا جاتا تھا کہ کیا کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھ لے یا نماز پڑھ دے تو فرماتے تھے ''کہ نہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھے اور نہ کسی کی طرف سے نماز پڑھے''۔ ۱۰

۷ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۲۵۷۔ ۸ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۲۵۷۔ ۹ مسند احمد جلد ۱ ص ۲۴۴۔ ۱۰ موطا امام مالک ص ۲۲۵، مشکوٰۃ ص ۱۷۸، مرقاۃ شریف۔

غیر مقلدین لکھتے ہیں:

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الصوم کے باب

"مَنْ مَّاتَ وَ عَلَیْہِ صَوْمٌ وَ قَالَ الْحَسَنُ: اِنْ صَامَ عَنْہُ ثَلَاثُوْنَ رَجُلًا یَوْمًا وَاحِدًا جَازَ".

یعنی "اگر کوئی شخص مرجائے اور اُس کے ذمے روزے ہوں اور امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا اگر تیس آدمی اُس کی طرف سے ایک دن روزہ رکھ لیں تو بھی کافی ہوگا"۔ یعنی "اہل حدیث کا مذہب باب کی حدیث پر ہے کہ اُس کا ولی اُس کی طرف سے روزے رکھے"۔ [1] پھر لکھا ہے "میت کی طرف سے حج یا روزے ادا کرنا صاف حدیث سے ثابت ہوتا ہے"۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (شارح مسلم) نے کہا ہے کہ مسلمانوں نے صحت نذر اور اُس کو پورا کرنے کے وجوب پر اجماع کیا ہے۔ [2]

منظور احمد نعمانی صاحب دیوبندی نے لکھا ہے:

حضرت عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے وہ اقوال جن میں اَموات کی جانب سے روزے نماز کی نفی کی گئی ہے۔ ہمارے نزدیک اُن میں توفیق و تطبیق اِس طرح ممکن ہے کہ اَثبات کی اَحادیث کو "اِیصالِ ثواب" پر محمول کیا جائے اور نفی والے آثار کو "نیابت" پر۔ کیونکہ "روزے نماز کے ذریعے اَموات کو ثواب پہنچایا جاسکتا ہے"۔

نیز لکھا ہے "صاحبِ درمختار کے قول "وَ اِنْ صَامَ اَوْ صَلّٰی عَنْہُ لَا" کی شرح کرتے ہوئے علامہ ابن عابدین نے لکھا ہے:

---

[1] تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۱۳ – [2] مسلم جلد ا ص ۳۶۲ شرح حاشیہ سطر نمبر ۲۔

مَعْنَاہُ لَا یَجُوْزُ قَضَآءٌ عَمَّا عَلَی الْمَیِّتِ وَلَا فَلَوْ جُعِلَ لَہٗ ثَوَابُ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوۃِ یَجُوْزُ

”کہ اُس کا مطلب ہے میت کے ذمے جو نمازیں یا روزے فرض تھے اُن کی ادائیگی کے خیال سے زندوں کا اُس کی جانب سے روزے رکھنا یا نمازیں پڑھنا صحیح نہیں ہے لیکن اگر روزے رکھ کے یا نمازیں پڑھ کے اُس کو ثواب پہنچا دے تو یہ جائز ہے“۔ (تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص ۳۰۔۲۹)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس شخص پر رمضان المبارک یا نذر کا روزہ قضاء ہو گیا پھر اُسے ادا کرنے کا موقع ملا مگر ادا نہ کیا اور مر گیا تو اُس کا ولی اُس کی طرف سے ادا کر دے۔ اِمام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں اِس طرح ہے کہ روزوں کا فدیہ دے دے۔

قرآنِ مجید میں ہے:

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ط (البقرہ:۱۸۴)

”اور جنہیں (روزہ) کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا“۔

اِس سے معلوم ہوا کہ مجبور بوڑھا یا مرض الموت کا مریض جب روزے کے قابل نہ رہے تو ہر روزے کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔ اِسی طرح میت بھی روزہ رکھنے سے معذور ہے۔ اِس لئے میت کی طرف سے روزوں کے بدلہ میں مسکینوں کو کھانا کھلا دیا جائے۔ اَیسے کرنے سے وصال شدہ کو روزوں کا ثواب پہنچے گا۔

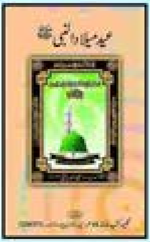

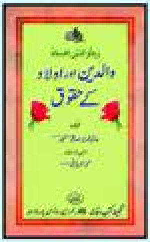

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

کی تالیفات

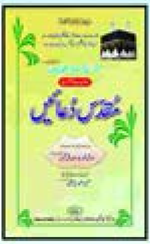

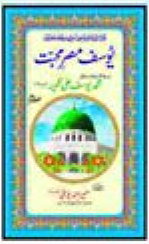

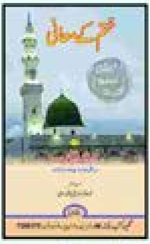

فیضِ نگینہ بوسیلہ مدینہ شریف جاری رہے گا۔

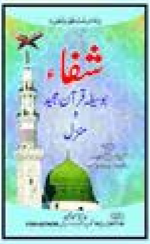

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ

A-977 بلاک بی III، گجر پورہ، چائنہ سکیم، لاہور، پاکستان

6846677,0300-4274936, 0322-4730747

ویب سائٹ: http://www.seedharastah.com

ای میل ایڈریس: info@seedharastah.com

Nagina Printers: 0300-4156297